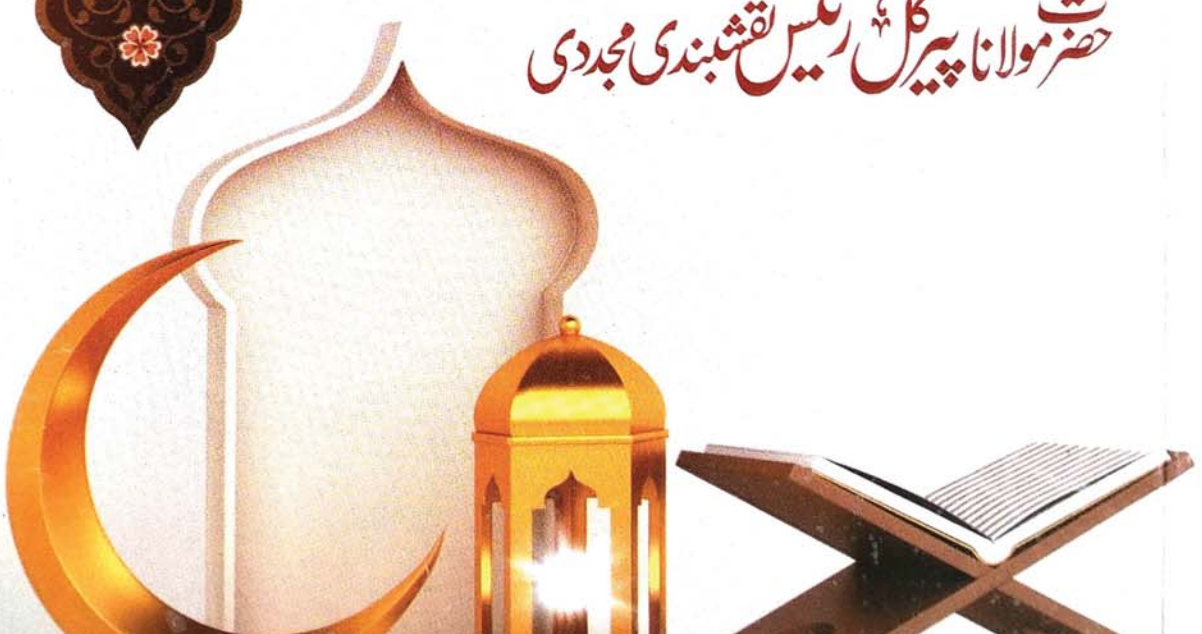
اسلام

میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟

حسبِ ارشاد

حضرت مولانا پیر گل رئیسؒ نقشبندی مجددی



قاسم نانوتویؒ لائبریری بنوں
0336-5856666

اسلام

میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟

حسبِ ارشاد

حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی



قاسم نانوتوی لائبریری
0336-5856666

نام کتاب:	اسلام میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟
حسبِ ارشاد	محبوب السالکین حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی
مرتب:	مفتی محمد عبداللہ نقشبندی
معاون:	مفتی فہد نواز حقانی
ایڈیشن	اکتالیس واں
ناشر:	قاسم نانوتوی لائبریری بنوں

قاسم نانوتویؒ لائبریری
جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) جامن روڈ بنوں
Mob 0336-5856666 / 0335-8030171

فہرست

(اظہار تشکر)

اسلام میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟ دراصل والد مکرم حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مد ظلہ کے گومل یونیورسٹی میں ایک بیان کی تحریری صورت ہے جس کو اللہ نے انتہائی مقبولیت عطا کی۔ مختصر عرصہ میں اس کے چالیس ایڈیشن شائع ہوئے اور اب اس کا اکتالیسواں ایڈیشن شائع ہونے جارہا ہے۔ اس کتاب کو نمل یونیورسٹی اسلام آباد کے کتابی میلہ میں بہترین کتاب کے ایوارڈ کا بھی مستحق قرار دیا گیا اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے جس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے فللہ الحمد والشکر یہ محض اللہ کا فضل اور خاص احسان ہے اور دینِ اسلام سے نسلِ نو کی دل چسپی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسی کی پیروی میں انسان کو سکون، اطمینان، راحت اور ابدی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ قاسم نانوتویؒ لائبریری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے مختصر وقت میں حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مد ظلہ کی بیس کتابیں شائع کی ہیں۔ اللہ رب العزت یہ تمام تر کاوشیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

(مفتی) محمد عبد اللہ نقشبندی

مدیر قاسم نانوتویؒ لائبریری بنوں سٹی

نقشِ آغاز

اسلام دنیائے انسانیت کے لیے اللہ رب العزت کا آخری اور ابدی پیغام ہے اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں اپنے بندوں کو یہی خطاب فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الاِسْلَامَ بے شک اللہ رب العزت کے ہاں (دین حق) دین اسلام ہی ہے دنیا میں اس سے بہتر نہ کوئی دین ہوسکتا ہے نہ کوئی مذہب، دین اسلام نے جن منصفانہ حقوق کی تقسیم کی ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا، الغرض اسلام اور اس کی تعلیمات ہی انسانوں کے لیے باعث ہدایت ہیں۔

آج کل سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بعض لادینی قوموں کے آلہ کار وطنِ عزیز کے ہونہار طالب علموں کے ذہنوں میں دینِ اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات ڈال کر ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں طلبہ ہر قوم اور ہر ملک کے مستقبل کی امید ہوتے ہیں اور انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے ہر منفی یا مثبت اقدام سے ملک وقوم کا مستقبل روشن یا تاریک ہوسکتا ہے۔

الحمدللہ اگر ایک طرف اسلام مخالف قوتیں مسلمانوں کے بچوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف دین اسلام اور اُمّت مسلمہ کا درد رکھنے والے حضرات دن رات ایک کر کے تحریر کے ذریعے نونہالانِ وطن کی ذہنی وفکری تربیت کر کے انہیں کفار کے مکروفریب سے بچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں زیرِ نظر کاوش اسی سلسلے کی ایک سنہری پیش رفت ہے جو دراصل والدگرامی مدظلہم کا گومل یونیورسٹی کے طلباء کرام کو ''اسلام میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟'' کے عنوان سے بیان ہوا، افادیت کے پیش نظر طلباء کرام اور پروفیسر حضرات نے ابوجی کی خدمت میں گزارش کی کہ اگر یہ بیان تحریری شکل میں آجائے تو یقیناً طلباء کرام کی ذہنی پاکیزگی کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا، چنانچہ ان حضرات کی خواہش پر ابوجی کے بیان کو قلم بند کر کے تحریری شکل میں شائع کیا عام فہم، آسان، مختصر اور عقلی دلائل کی وجہ سے عصری اداروں کے

طلباء کرام نے بے حد سراہا۔ یہ بات میرے لیے انتہائی خوش اور باعث تسکین قلب ہے کہ ابو جی کے اسی کتابچہ کا انگریزی میں بھی ترجمہ مکمل ہو کر شائع ہو گیا ہے اس سے قبل ابو جی کی ایک دوسری کتاب ''عادت کو عبادت بنائیں'' کا بھی انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے اللھم لک الحمد و لک الشکر اللہ رب العزت ابو جی کی جملہ تالیفات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر پوری اُمّت کے لیے سود مند بنائیں۔

کتابچہ کی تیاری میں جن احباب نے محنت کی ہے عاجز ان سب کا شکر گزار ہے اللہ رب العزت سب کو اپنی شان کریمی کے مطابق اجر جذیل سے نوازیں۔

یکے از خدام ابو جی

(مفتی) محمد عبد اللہ نقشبندی

مسئول ضلع بنوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان

و مدرس جامعہ دار الھدیٰ (مرکزی)

دواپل کوہاٹ روڈ بنوں

پیش لفظ

دنیا میں اللہ رب العزت نے انسان کو بھیجا۔ انسان اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار اور صفات کا مظہر اتم ہے۔ اللہ رب العزت نے پوری کائنات کو اس کی خدمت پر لگایا۔

هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً ہ (سورۃ البقرہ:29)

''وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا'' انسان کا مقصد حیات خود نیک صالح بن کر معاشرے کا پروقار، پُر امید اور معاشرے کا خیر خواہ شخص بن جانا اور بے سہاروں کا سہارا بن جانا ہی انسانیت ہے اور یہی دین اسلام کی خصوصیت ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب پیتل سونے کی طرح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ حقیقت میں اسلام سونا ہے اور باقی ادیان و مذاہب پیتل ہیں کیونکہ دین اسلام انسان کی بجائے انسان کے خالق، و مالک رازق کا بنایا ہوا نظامِ حیات ہے کائنات میں سب سے بہترین ہستی (حضور ﷺ) کے ذریعے پیش کی گئی اور اسلامی طرز زندگی سب سے بہترین کتاب قرآن عظیم کی شکل میں پیش کی گئی۔ قرآن عظیم الشان کی حفاظت کا ذمہ اللہ رب العزت نے خود لیا ہے، فرماتے ہیں،

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ہ (الحجر:9)

ترجمہ:۔ ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

خود اللہ رب العزت نے پوری انسانیت کے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے فرمایا

'اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ ہ بے شک (معتبر دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَالْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ہ (سورۃ العمران:85)

ترجمہ: جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ غیروں کی مسلسل کوشش رہی ہے کہ اپنی مادی طاقت وسائل نشر و اشاعت کے وسیع ذرائع کو

بروئے کارلا کرامتِ مسلمہ کے پیارے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے منتخب کیے ہوئے بندے مخلوقِ خدا کا درد وغم دل میں لیے ہوئے دن رات بے قرار ہوتے ہیں ڈاکٹر زین اللہ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ یونیورسٹی کے ماحول میں نوجوان نسل کے ایمان، اخلاق اور عقیدے کی حفاظت کے لیے مسلسل فکرمند ہوتے ہیں اور اس سلسلے میں عاجز کو دعوت دی۔ چنانچہ ان کی دعوت پر گومل یونیورسٹی میں اسلام میرا پسندید مذہب کیوں کے عنوان پر بیان ہوا۔ جس میں 7 ہاسٹلوں کے سٹوڈنٹ اور پروفیسر حضرات شریک ہو گئے تھے۔ اس بیان میں اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اسلام کے اچھے اخلاق اور اسلامی تعلیمات کی بھی تعریف کی عاجز نے اس کا مختصر خاکہ پیش کیا۔ اسلام نے عورت کو بہت زیادہ حقوق دیئے ہیں جبکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے عورتوں سے اپنے حقوق بھی چھین لیے ہیں کے متعلق بھی گفتگو ہوئی۔

کیا اسلام جدید علوم کا مخالف ہے؟ کا بھی تفصیلی ذکر ہوا، اس موقع پر دین اسلام کے متعلق مزید تفصیلات پیش کیں مثلاً دینِ اسلام انسان کو انسانیت سکھاتا ہے۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ بیان سننے کے بعد طلبہ کرام نے افادہ عام کی خاطر اس بیان کو رسالے کی شکل میں لکھنے کی درخواست کی تا کہ عام طلبہ اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی صحیح رہنمائی ہو سکے۔ مسلسل تبلیغی اسفار، درس وتدریس، امامت وخطابت اور مدرسے کے اہتمام وانصرام کی وجہ سے رسالہ کے لکھنے میں تاخیر ہوئی لیکن موضوع کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے عاجز نے اس رسالے پر کام شروع کیا تا کہ آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہو سکے اور یہ رسالہ میرے لئے قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہاں سرخروئی کا ذریعہ بن سکے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لئے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بیان کو کتابی شکل دینے

میں جن احباب نے کوشش وتعاون کیا ہے عاجز ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے اللہ رب العزت ان سب حضرات کو اپنی محبت اور اپنی معرفت نصیب فرمائیں۔

اللہ رب العزت ہماری اس کاوش کو قبول فرما کر پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

دعا گو و دعا جو

عاجز گل رئیس نقشبندی مجددی

خادم جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی)

قاسم کالونی کوہاٹ روڈ بنوں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَالْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُo

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دین انسانی ضرورت ہے، دین روح انسانی کے لیے ایسا ہے جیسے ہوا جسم کے لیے انسان پیدا ہی مذہب کی فضا میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

فِطْرَۃَاللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَالنَّاسَ عَلَیْھَا (سورۃ الروم:30)

ترجمہ: اللہ رب العزت کی فطرت وہی ہے جس پر انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

اسلام کے معنی ہیں مطیع ہوجانا یعنی اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا، اس لئے ہر سچا مسلمان رضا الٰہی حاصل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے نیز وہ اپنے خدا کو ہر جگہ حاضر وناظر خیال کرتا ہے، جس کی رفاقت کا احساس اِسے بے خوف بنا دیتا ہے۔

دینِ اسلام دینِ فطرت:

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ یہ امن کا مذہب ہے اسلام کا ایک معنی مطیع ہونا ہے دوسرا معنی فرمانبرداری جسے انگریزی میں کہتے ہیں Surrender To جو شخص کلمہ پڑھ لیتا ہے وہ اللہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے اس لئے ہر سچا مسلمان رضا الٰہی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے حدیث پاک میں آیا ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ۔(ہر بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے)۔ (صحیح مسلم ج:2 ص 337)

ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامْ اللہ رب العزت کے ہاں دینِ اسلام ہے۔ انسان اللہ رب العزت کی قدرت کا شاہکار ہے۔مثال سے بات واضح ہوجاتی ہے انسان مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے۔ ہر عضو دوسرے عضو سے صفات میں مختلف ہے۔مثال کے طور پر آنکھ دیکھ سکتی ہے باقی پورا جسم نہیں دیکھ سکتا، زبان بول سکتی ہے باقی پورا جسم نہیں بول سکتا۔اللہ رب العزت نے انسان کو ضدین کے مجموعے میں ایک نعمت بھیج دی جسے روح کہتے ہیں۔ پورے جسم میں روح جوڑ پیدا کرتی ہے۔ سر میں درد ہو تو پاؤں ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ سارا جسم خدمت کے لیے تیار ہوتا ہے، اگر بالفرض جسم سے روح کو نکال دیا جائے تو سب اعضاء ایک دوسرے سے اجنبی ہوجائیں گے اور ایک دوسرے کے کام نہیں آئیں گے بالکل اسی طرح دین اسلام ہے دین اسلام جہاں ہوگا وہاں جوڑ، محبت، اخوت، بھائی چارہ ایک دوسرے کا درد رکھنے والے ہوں گے۔معاشرے میں امن، خوشی، صداقت اور برکت ہوگی اگر دنیا کی زندگی سے اسلام کو نکال دیا جائے تو سب لوگ ایک دوسرے سے اجنبی بن جائیں گے۔

ہمارے گھر میں مختلف افراد کا مجموعہ بھی اسی کی مثال ہے، جو باپ کی حیثیت ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی ماں کی حیثیت وہ کسی اور کی نہیں ہے۔بہن کی جگہ بھائی اور بھائی کی جگہ بہن نہیں لے سکتی ہر ایک کی اپنی Identity یعنی شناخت ہے اور ہر ایک کا الگ الگ کام ہے لیکن پورے گھر اور خاندان میں جوڑ پیار اور محبت پیدا کرنے کیلئے اللہ رب العزت نے ان میں بھی ایک نعمت ''دین اسلام'' رکھی ہے، گھر کے تمام افراد کے اندر دین رہے گا تو محبتیں ہوں گی، ہمدردی ہوگی، ایثار ہوگا دین کو نکال دیا جائے تو دلوں میں محبتیں نہیں ہوں گی۔

دین اسلام سمجھانے کا تیسرا انداز ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ بیان کرتے ہیں کہ جس انسان کی روح نکل جائے، اس کے منہ کو Airtight (ہوا بند) کر دیا جائے اور ناک کے ذریعے اس کے جسم کے اندر ہوا پمپ کر دی جائے تو کبھی بھی وہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔اسی طرح اگر کسی کے گھر کے اندر سے دین نکال لیا جائے اور اس میں Man Made اصول ڈال دیے جائیں تو گھر کے اندر

محبتیں ہرگز پیدا نہیں ہوسکتیں۔ جس طرح انسانی بدن کیلئے روح ضروری ہے اسی طرح بہترین زندگی گذارنے کے لیے ہر آدمی کے لیے دین اسلام ضروری ہے۔ کیونکہ دین اسلام نے ہر ایک باپ، ماں، بہن، بھائی سب کے حقوق تفصیل سے بیان کیے ہیں۔

دینِ اسلام کی خصوصیات

خصوصیت نمبر ۱: اسلام کی جیت اسلامی تعلیمات کے رنگ میں

اسلام میں اخلاص کی تعلیم:

اسلام اخلاص کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب مدائین فتح ہوا تو جنگ ختم ہونے کے بعد امیرِ لشکر کے پاس ایک مسلمان فوجی آیا، جس کے جسم پر بہت ہی معمولی کپڑے تھے، حیثیت بھی معمولی نظر آ رہی تھی اور اس نے کپڑوں کے اندر کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی اس نے آکر سعد بن ابی وقاص ؓ کو وہ چیز دی، جب کپڑا ہٹایا گیا، تو وہ مدائن کے بادشاہ کا تاج تھا، جنگ کے اندر بادشاہ مارا گیا تھا اور اس فوجی نے اس کے تاج کو اپنے پاس سنبھال لیا تھا بادشاہ کا تاج اتنا قیمتی تھا، اس میں اتنے قیمتی ہیرے اور موتی بھی لگے ہوئے تھے کہ اگر ایک ہیرہ بھی بیچا جاتا تو اس فوجی کی پوری زندگی سکون اور آسانی کے ساتھ گزر جاتی اور کسی کو پتہ بھی نہیں تھا کہ یہ تاج کس کے پاس ہے مگر اس کے دل میں اخلاص تھا، خوف خدا تھا کہ یہ ایک امانت ہے، تو اس نے جا کر وہ تاج امیر لشکر کو دیا کہ یہ امانت ہے میں آپ کو دینے کے لیے آیا ہوں، تو امیر لشکر اس نوجوان کے اخلاص پر حیران ہوا، اس نے نوجوان سے نام پوچھا کہ بتاؤ! تمہارا نام کیا ہے؟ تو جیسے ہی نام پوچھا تو اس نوجوان نے اپنا رخ پھیر کر امیر کی طرف پیٹھ کر دی، چہرہ دوسری طرف کر کے یہ الفاظ کہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لیے یہ عمل میں نے کیا ہے وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میرے باپ کا نام بھی جانتا ہے۔

اسلامی طریقہ زندگی کو اپنائیں کیونکہ یہ سونا ہے۔ کفر اپنی طاقت کے ڈنڈے کی زور پر پیتل کو بھی سونا ثابت کرنا چاہتا ہے وہ حیاء کو بُرائی اور بے حیائی کو اچھائی ایثار کو بُرا اور خودغرضی کو اچھائی سے بیان کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ ہم اللہ رب العزت کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں مسلمانوں کے گھروں میں پیدا کیا

ہے۔رَضِیتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

(سنن ابی داؤد حدیث نمبر:1529)

اسلام میں علم کی ترغیب:

اسلام علم ودلیل کا حامی ہے اسلام نے تحصیل علم پر زور دیا ہے۔طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ . علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور (عورت) پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

☆حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے زیادہ قیمتی ہے۔

☆اسلام نے جاہلیت کے دور میں اقوام عالم کو علم سکھایا۔جنگ بدر میں پڑھے لکھے کفار کی آزادی کیلئے ایک شرط یہ بھی لگادی کہ جو قیدی 10 مسلمانوں کو لکھنا سیکھائے گا وہ آزاد ہوگا،اس سے علم کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان ہے۔دینی مدارس اور اسلامی جامعات سے امن وسلامتی کا پیغام نشر کیا جاتا ہے،سماج اور معاشرہ کے سدھار کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے،مدارس میں بتایا جاتا ہے کہ حقیقی مسلمان وہی ہے جس کی ایذا رسانیوں سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون ہوں۔یہاں پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کی ہدایات دی جاتی ہیں،پوری انسانیت کو ایک کنبہ بتلایا جاتا ہے،سب کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی جاتی ہے،نسلی تفاخر اور خاندانی برتری کا بُت مسمار کیا جاتا ہے توڑ دیا جاتا ہے،ملک وملت کی اصلاح وفلاح کی ترکیبیں بتلائی جاتی ہیں۔نتیجتاً مدارس کی انہی خصوصیات کی بنا پر مغربی معاشرہ اپنے خود ساختہ اصولوں سے پریشان ہوکر اسلام کے دامن رحمت میں جگہ تلاش کرتا ہے اور بامراد ہوتا ہے۔

اسلام میں سچ کی تعلیم:

اسلام ہمیں سچ کی زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے اب ہم اگر سچ نہیں بولتے تو یہ ہماری کمی ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ: لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الْکَذَّاب

''مومن سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا''۔

حضرت جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ انڈیا کا ایک چھوٹا سا گاؤں کاندھلہ تھا اس میں ایک پلاٹ ہندوؤں

اور مسلمانوں کے درمیان ایشو بن گیا دونوں عدالت میں گئے، انگریز جج نے کہا کسی ثالث کے ذریعے فیصلہ کرلو ہندوؤں نے مسلمان عالم مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کا نام پیش کیا اب مسلمان بھی خوش ہوئے کہ مفتی صاحب اب ضرور مندر کی بجائے مسجد بنانے کا فیصلہ کریں گے لیکن فیصلے کے دن مفتی صاحب نے کہا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یہ زمین کا ٹکڑا ہندوؤں کا ہے جب انگریز جج نے یہ دیکھا کہ مسلمان عالم ہندوؤں کے حق میں بول رہا ہے اور مسلمانوں کے خلاف بول رہا ہے لیکن حق و سچ بول رہا ہے تو ایک تاریخی فیصلہ سنایا کہ آج کے اس مقدمے میں مسلمان تو ہار گئے، مگر اسلام جیت گیا" جب ہندوؤں نے دیکھا کہ اسلام اتنا سچا مذہب ہے کہ مسلمان عالم کسی کا لحاظ کیے بغیر سچ بول رہا ہے تو تقریباً 400 ہندوؤں نے وہاں کلمہ پڑھ لیا اور اعلان کیا کہ اب مندر کی بجائے اسی جگہ پر مسجد بنے گی۔

اسلام میں خیر خواہی کی تعلیم:

حدیث مبارکہ ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ. دین سراسر خیر خواہی ہے۔ (مسلم ج:1 ص54)

یہ دونوں لازم اور ملزوم ہیں جہاں دین ہوگا وہاں خیر خواہی ہوگی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے گھر کی طرف روانہ ہوئے کسی نے راستے میں پوچھا کہ وقت سے پہلے دکان بند کی تو آپ نے جواب دیا کہ آج بادل ہیں اندھیرا ہے گاہک کو صحیح اندازہ نہیں ہوتا ہے کپڑا خریدتے وقت گاہک کو غلطی نہ لگ جائے اور اسکا نقصان نہ ہو جائے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ عبداللہ البجلیؓ نے دیکھا کہ ایک آدمی دیہات سے گھوڑا لاکر بیچ رہا ہے اور 300 درھم مانگ رہا ہے تو عبداللہ نے کہا کہ گھوڑے کی قیمت زیادہ ہے اور آپ کم مانگ رہے ہو تو بیچنے والے نے کہا 400 دے دو تو عبداللہ البجلی نے کہا کہ اس سے زیادہ ہے تو بیچنے والے نے کہا کہ پھر 500 درھم دے دو اس نے کہا کہ اس سے زیادہ ہے کرتے کرتے 300 پر بکنے والا گھوڑا 800 درھم میں خریدا، اس کو خیر خواہی کہتے ہیں۔

اسلام میں ایثار اور قربانی کی تعلیم:

ہم جب مل کر رہتے ہیں تو ہمیں کئی مرتبہ دوسروں کی خاطر قربانی دینی پڑتی ہے۔ جنگ یرموک کا

مشہور واقعہ ہے: کہ تین صحابہؓ کا آخری وقت ہے۔ ان میں سے ایک پیاس کی شدت سے پکارتا ہے اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ ان کا چچازاد بھائی پانی لے کر جاتا ہے۔ یہی الفاظ دوسرے صحابیؓ سے سنتے ہیں تو اپنا منہ بند کر لیتے ہیں۔ اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے اس کے پاس جاؤ! وہاں پانی لے جاتے ہیں تو وہ اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے تیسرے کے پاس جاؤ! وہ تیسرے کے پاس جاتے ہیں تو وہ شہید ہو چکے ہوتے ہیں اور واپس دوسرے صحابیؓ کے پاس آتے ہیں تو وہ بھی شہید ہو چکے ہوتے ہیں اور واپس پہلے صحابیؓ کے پاس آتے ہیں تو وہ بھی جامِ شہادت نوش کر چکے ہوتے ہیں۔

دوسری مثال ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب دیتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق بن خطابؓ کا زمانہ تھا ایک آدمی نے زمین بیچی اور دوسرے نے خریدی۔ جب خریدنے والے نے ہل چلائے تو زمین میں سے کچھ خزانہ نکل آیا اس نے سوچا کہ میں نے تو صرف زمین خریدی تھی، خزانہ تو نہیں خریدا تھا۔ لہذا خزانہ اسی کا ہے جس نے زمین فروخت کی ہے۔ وہ ان کے پاس گئے اور کہا: بھائی! یہ آپ کا خزانہ چھپا ہوا تھا، آپ واپس لے لیں، آگے سے اس بیچنے والے نے جواب دیا کہ بھائی! جب میں نے اپنی زمین بیچ دی، اب زمین سے جو بھی فائدہ ہو وہ آپ کا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ نہیں میں نے صرف زمین کی قیمت ادا کی تھی، خزانے کی قیمت ادا نہیں کی تھی، لہذا یہ خزانہ آپ کا ہے آگے سے وہ کہتا ہے کہ نہیں اب ہر چیز آپ کی ہے۔ دونوں میں بحث چلتی رہی، مشورہ یہ ہوا کہ عدالت میں چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دو مسلمان بھائیوں کے درمیان یہ پہلا مقدمہ تھا جو عدالت میں پیش ہوا اور وہ مقدمہ بھی ایسا کہ ایک فریق کہتا ہے یہ آپ کا حق ہے، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

آج عدالتوں میں مقدمے آتے ہیں، ایک فریق کہتا ہے کہ یہ میرا حق ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے نہیں! یہ میرا حق ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں اپنے حق کی حفاظت کے لیے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دوں گا۔ دوسرا بھی کہتا ہے کہ میں خون کا آخری قطرہ بہا دوں گا۔ جب اس نیت سے وہاں جاتے ہیں تو آج کی عدالتوں سے دشمنیاں ملتی ہیں۔ جہاں عدالت دیکھو؛ سمجھ لو وہاں دشمنی موجود ہے۔ جہاں دشمنیاں ہوں وہاں عدالتیں ہوں گی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں طرف دشمنیاں ہیں۔ اس لیے جائز و ناجائز حقوق کے لیے جھگڑا کرتے

ہیں کہ یہ میرا حق ہے اور وہ میرا حق ہے لیکن حضرت عمرؓ کی عدالت میں کیا جھگڑا آ رہا ہے؟ ایک بندہ کہتا ہے کہ یہ میرے بھائی کا حق ہے اور دوسرا کہتا ہے، نہیں! یہ میرا حق نہیں بلکہ میرے بھائی کا حق ہے۔اب جس نے فیصلہ کرنا تھا، وہ بھی حیران کہ کس سے کہا جائے کہ اس کا حق ہے۔اللہ نے ان حضرات کو سمجھ بھی بڑی دی تھی۔دونوں طرف سے مقدمہ سن لینے کے بعد آپؓ نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے گھروں میں اولاد ہے۔ایک نے کہا کہ میری اولاد ہے، اور دوسرے نے کہا کہ میری بھی اولاد ہے۔معلوم یہ ہوا کہ ایک کے گھر میں بیٹا جوان ہے اور دوسرے کے گھر میں بیٹی جوان ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ دونوں اپنے بیٹے اور بیٹی کا آپس میں نکاح کر دیں اور یہ خزانہ اس بیٹی کے جہیز میں دے دیں۔پہلے وقتوں میں مسلمانوں کے جھگڑے ایسے ہوتے تھے۔

اسلام میں مساوات کی تعلیم:

اسلام مساوات عامہ کا حامی و داعی ہے۔ایک نومسلم کہتا ہے ''دین اسلام کے جس پہلو نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مساوات کی تعلیم ہے۔حلقہ اسلام میں بلا امتیاز سب مسلمان برابر ہیں، فضیلت ہے تو صرف نیکی، پارسائی اور تقویٰ پرہیزگاری کی۔مساجد میں حاکم و محکوم، گورے کالے، امیر غریب سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔یہاں عیسائیوں کی مانند گوروں اور کالوں کے گرجے الگ الگ نہیں ہوتے، امیر لوگ عبادت کے وقت کرسیوں پر نہیں بیٹھتے نہ غریب اور ناخواندہ لوگ فرش پر بیٹھتے ہیں، بلکہ یہاں تمام کی حیثیت برابر اور یکساں ہے۔اسلام مساوات اور احترام انسانیت کا مذہب ہے اور جس دین میں مساوات ہے وہی دین حق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ اسلام نے مساوات قائم کر کے تمام تفرقوں کو مٹا دیا اور فضیلت وبرتری معیار تقویٰ اور پرہیزگاری کو قرار دیا۔

اسلامی شریعت میں انسانی قوانین کو ہر حال و مستقبل کے لحاظ سے برتری حاصل ہے۔امریکہ نے واشنگٹن میں

سپریم کورٹ کی مرکزی عمارت بنائی تو اس کے لاؤنج میں نبی کریم ﷺ کے بعض فرمودات (اقوال) کو آرٹس کیلیگرافی کے انداز میں لکھوایا اسلامی قوانین میں امیر وغریب کے لیے یکساں اصول بیان کیے گئے ہیں۔

نفرتیں کب آتی ہیں؟ جب دین پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے۔

"لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ"

(سورۃ انفال آیت 63)

ترجمہ: اور ان کے دِلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دِلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سونے کو پیتل نہیں سونے کو سونا ہی سمجھیں یعنی اسلام کو سونا سمجھیں۔ آپ کے پاس دنیا کی تعلیم موجود ہے۔ آپ میچور (mature) لوگ ہیں۔ اس بات کا پکا یقین ہونا چاہیئے کہ ہمارے ہاتھ میں اسلام سونا ہے۔ کفر اپنی طاقت اور میڈیا کی بنیاد پر اسلام کو پیتل ثابت کرنا چاہتا ہے کم از کم ہم اسلام کی ویلیو تو سمجھیں اگر اسلام کی اہمیت ہی نہیں سمجھیں گے تو پھر انسان دین سے بے زار ہو جاتا ہے اور یہ بے زاری دونوں جہانوں کی تباہی کا ذریعہ ہے۔

اسلام میں اخوت کی تعلیم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ سب مومن بھائی بھائی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ۔ اللہ کے بندوں سب بھائی بھائی بن جاؤ۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب حضرت بلالؓ آئے تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ جَاءَ نَا سَيِّدُنَا بِلَالٌ کہ سیدنا بلالؓ آگئے جبکہ حضرت عمر فاروقؓ امیر المؤمنین تھے اور حضرت بلالؓ حبشی غلام تھے دوسرے موقع پر کہا سَيِّدَ نَا اَبُوْبَكْرٍ اَعْتِق سَيِّدَنَا بِلَالٌ۔ اے ابوبکر ہمارے سردار حضرت بلال کو آزاد کر دیجئے۔

اسلام میں حیاء اور پاکدامنی کی تعلیم:

اسلام ہمیں حیاء والی زندگی سکھاتا ہے۔ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَان۔ ترجمہ: حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

کافرلوگ کہتے ہیں کہ Shyness is a sicknes s (حیاء ایک بیماری ہے) کفر کے ہاں لباس کی کوئی قید نہیں وہاں کے نظام زندگی میں عورت کسی کا گھر بساتی ہے اور دل میں کسی اور کو بساتی ہے۔ نائٹ کلب میں خاوند الگ عورت کیساتھ بیوی الگ مرد کے ساتھ جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں انسانیت اس کا نام نہیں اس بے راہ روی کو حیوانیت کہتے ہیں۔

اسلام میں وعدہ کی پاسداری

1۔ حضرت حذیفہؓ کا ابوجہل سے وعدہ: حضور ﷺ نے ایسے وعدوں کو نبھایا کہ .اللہ اکبر آج اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ مشہور صحابی ہیں، اور حضور ﷺ کے راز دار ہیں۔ جب یہ اوران کے والد یمانؓ مسلمان ہوئے، تو مسلمان ہونے کے بعد حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ آرہے تھے۔ راستے میں ان کی ملاقات ابوجہل اور اس کے لشکر سے ہوگئی۔ اس وقت ابوجہل اپنے لشکر کے ساتھ حضور اقدس ﷺ سے لڑنے کے لیے جارہا تھا۔ جب حضرت حذیفہؓ کی ملاقات ابوجہل سے ہوئی تو اس نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ جارہے ہیں، ابوجہل نے کہا کہ پھر تو ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے، اس لیے کہ تم مدینہ جاکر ہمارے خلاف جنگ میں حصہ لوگے، انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد تو صرف حضور اقدس ﷺ کی ملاقات اور زیارت ہے۔ ہم جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ ابوجہل نے کہا کہ اچھا ہم سے وعدہ کرو کہ وہاں جاکر صرف ملاقات کروگے، لیکن جنگ میں حصہ نہیں لوگے، انہوں نے وعدہ کرلیا۔ چنانچہ ابوجہل نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچے، اس وقت حضور اقدس ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ غزوۂ بدر کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوچکے تھے، اور راستے میں ملاقات ہوگئی۔

حق اور باطل کا پہلا معرکہ ''غزوۂ بدر'': اب اندازہ لگائیں کہ اسلام کا پہلا حق و باطل کا معرکہ (غزوۂ بدر) ہو رہا ہے۔ اور یہ وہ معرکہ ہے جس کو قرآن کریم نے ''یوم الفرقان'' فرمایا، یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دینے والا معرکہ، وہ معرکہ ہو رہا ہے جس میں جو شخص شامل ہو گیا۔ وہ ''بدری'' کہلایا، اور صحابہ کرام میں ''بدری'' صحابہ کا بہت اونچا مقام ہے۔ اور ''اسمائے بدریین'' بطور وظیفے کے پڑھے جاتے ہیں، ان کے نام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں۔ وہ ''بدریین'' جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے سارے اہل بدر، جنہوں نے بدر کی لڑائی میں حصہ لیا، بخشش فرمادی ہے۔ بہر حال جب حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حذیفہؓ نے سارا قصہ سنا دیا کہ اس طرح راستے میں ہمیں ابو جہل نے پکڑ لیا تھا اور ہم نے یہ وعدہ کر کے بمشکل جان چھڑائی کہ ہم لڑائی میں حصہ نہیں لینگے۔ اور پھر درخواست کی کہ یارسول اللہ! یہ بدر کا معرکہ ہونے والا ہے، آپ اس میں شریف لے جا رہے ہیں۔ بڑی خواہش ہے کہ ہم بھی اس میں شریک ہو جائیں، اور جہاں تک اس وعدہ کا تعلق ہے، وہ تو انہوں نے ہماری گردن پر تلوار رکھ کر ہم سے یہ وعدہ لیا تھا، کہ ہم جنگ میں حصہ نہیں لینگے، اور اگر ہم وعدہ نہ کرتے تو وہ ہمیں نہ چھوڑتے، اس لیے ہم نے وعدہ کرلیا، لیکن آپ (ﷺ) ہمیں اجازت دیدیں۔ کہ ہم اس جنگ میں حصہ لے لیں، اور فضیلت اور سعادت ہمیں حاصل ہو جائے۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں، تم وعدہ کر کے آئے ہو۔ اور زبان دے کر آئے ہو، اور اسی شرط پر تمہیں رہا کیا گیا ہے کہ تم وہاں جا کر محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرو گے لیکن ان کے ساتھ جنگ میں حصہ نہیں لو گے، اس لیے میں تم کو جنگ میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دیتا۔

جبکہ وہاں ایک ایک آدمی کی بڑی قیمت ہے اس لیے کہ مسلمانوں کے لشکر میں صرف 313 نہتے افراد ہیں، جن کے پاس صرف 70 اونٹ، 2 گھوڑے اور 8 تلواریں ہیں، باقی افراد میں سے کسی نے لاٹھی اٹھالی ہے، کسی نے ڈنڈے اور کسی نے پتھر اٹھا لیئے ہیں، یہ لشکر ایک ہزار مسلح سورماؤں کا مقابلہ کرنے

کے لیے جا رہا ہے، اس لیے ایک ایک آدمی کی جان قیمتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بات کہہ دی گئی ہے۔ اور جو وعدہ کرلیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرنی۔

اسلام میں مال کا تحفظ

مال کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سورۃ البقرۃ:188)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ۔

اس پر عمل کر کے کیسے دکھایا؟ یہ نہیں ہے کہ تاویل کر کے توجیہ کر کے مال کھا گئے کہ جب تک اپنے مفادات وابستہ تھے اس وقت تک بڑی دیانت تھی بڑی امانت تھی، لیکن جب معاملہ جنگ کا آ گیا، دشمنی ہوگئی تو اب یہ ہے کہ صاحب تمہارے اکاؤنٹس منجمد کر دیئے جائیں گے، تمارے اکاؤنٹس فریز کر دیئے جائیں گے، جب مقابلہ ہو گیا تو اس وقت میں حقوق انسانی غائب ہو گئے، اب مال کا تحفظ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) نے جو مثال پیش کی وہ عرض کرتا ہوں، غزوہ خیبر ہے، یہودیوں کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ خیبر کے اوپر حملہ آور ہیں اور قلعہ خیبر کے گرد محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت (ﷺ) کی فوج خیبر کے قلعہ کے ارد گرد پڑی ہوئی ہے، خیبر کے اندر ایک بے چارہ چھوٹا سا چرواہا اجرت پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اس کے دل میں خیال پیدا ہو کہ خیبر سے باہر آنحضرت (ﷺ) کا لشکر پڑا ہوا ہے جا کر دیکھوں تو سہی، آپ کا نام تو بہت سنا ہے" محمد " (ﷺ) کیا کہتے ہیں اور کیسے آدمی ہیں؟ بکریاں لے کر خیبر کے قلعے سے نکلا اور آنحضرت (ﷺ) کی تلاش میں مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوا، کسی سے پوچھا کہ بھائی محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں خیمے کے اندر ہیں، وہ کہتا ہے کہ مجھے یقین نہیں آیا کہ اس خیمے کے اندر، یہ کھجور کا معمولی خیمہ جھونپڑی، اس میں اتنا بڑا سردار، اتنا بڑا نبی وہ اس خیمے کے اندر ہے؟ لیکن جب لوگوں نے بار بار کہا

تو اس میں چلا گیا۔اب جب داخل ہوا تو سرکار دو عالم (ﷺ) تشریف فرما تھے، جا کر کہا کہ یا رسول اللہ ! آپ کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟ آپ کا پیغام کیا ہے؟ آپ (ﷺ) نے مختصراً بتایا، توحید کے عقیدے کی وضاحت فرمائی، کہنے لگا اگر میں آپ کے اس پیغام کو قبول کرلوں تو میرا کیا مقام ہوگا؟ آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے، تم ہمارے بھائی ہو جاؤ گے اور جو حقوق دوسروں کو حاصل ہیں وہ تمہیں بھی حاصل ہوں گے، کہنے لگا آپ مجھ سے ایسی بات کرتے ہیں۔ مذاق کرتے ہیں ایک کالا بھجنگ چرواہا سیاہ فام، میرے بدن سے بدبو اٹھ رہی ہے، میرے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کیا جاتا ہے تو آپ یہ جو مجھے سینے سے لگائیں گے تو کس وجہ سے لگائیں گے؟ سرکار دو عالم (ﷺ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب برابر ہیں، اس واسطے ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے۔ کہا کہ اگر میں آپ کی بات مان لوں مسلمان ہو جاؤں، تو میرا انجام کیا ہوگا۔تو سرکار دو عالم (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر اسی جنگ میں مر گئے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس چہرے کی سیاہی کو تابانی سے بدل دیگا اور تمہارے جسم کی بدبو کو خوشبو سے بدل دیگا، میں گواہی دیتا ہوں۔ سرکار دو عالم (ﷺ) نے جب یہ فرمایا ۔اس اللہ کے بندے کے دل پر اثر ہوا کہ اگر آپ یہ فرماتے ہیں، تو "أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهُ" عرض کیا میں مسلمان ہوگیا۔اب جو حکم دیں گے وہ کرنے کو تیار ہوں۔ سرکار دو عالم (ﷺ) نے سب سے پہلا حکم اس کو یہ نہیں دیا کہ نماز پڑھو، یہ نہیں دیا کہ روزہ رکھو ، پہلا حکم یہ دیا کہ جو بکریاں تم چرانے کے لیے لے کر آئے ہو یہ تمہارے پاس امانت ہیں، پہلے ان بکریوں کو واپس دے آؤ اور اس کے بعد آ کر پوچھنا کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ بکریاں کس کی؟ یہودیوں کی ،جن کے اوپر حملہ آور ہیں ،جن کے ساتھ جنگ کی حالت چھڑی ہوئی ہے، جن کا مال غنیمت چھینا جا رہا ہے، لیکن فرمایا کہ یہ مال غنیمت جنگ کی حالت میں چھیننا تو جائز ہے لیکن تم لے کر آئے ہو ایک معاہدے کے تحت ، اور اس معاہدے کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے مال کا تحفظ کیا جائے ، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا

ان کو پہنچا کر آؤ۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ بکریاں تو ان دشمنوں کی ہیں جو آپ کے خون کے پیاسے ہوئے ہیں اور پھر آپ واپس لوٹاتے ہیں، فرمایا کہ ہاں! پہلے ان کو واپس لوٹاؤ۔ چنانچہ بکریاں واپس لوٹائی گئیں۔ کوئی مثال پیش کریگا کہ عین میدان جنگ میں عین حالت جنگ کے اندر انسانی مال کے تحفظ کا حق ادا کیا جارہا ہو؟ جب بکریاں واپس کر دیں تو آکر پوچھا کہ اب کیا کروں؟ فرمایا کہ نہ تو نماز کا وقت ہے کہ تمہیں نماز پڑھواؤں، نہ رمضان کا مہینہ ہے کہ روزے رکھواؤں، نہ تمہارے پاس مال ہے کہ زکوٰۃ دلواؤں، ایک ہی عبادت اس وقت ہو رہی ہے، جو کہ تلوار کی چھاؤں کے نیچے ادا کی جاتی ہے وہ ہے جہاد، اس میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اس میں شامل ہو گیا، اس کا اسود راعی نام آتا ہے، جب جہاد ختم ہوا تو آنحضرت (ﷺ) کا معمول تھا کہ جنگ کے بعد دیکھنے جایا کرتے تھے کہ کون زخمی ہوا، کون شہید ہوا، تو دیکھا کہ ایک جگہ صحابہ کرام کا مجمع لگا ہوا ہے، آپس میں صحابہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کون آدمی ہے؟ حضور (ﷺ) نے پوچھا کیا معاملہ ہے تو صحابہ کرام نے بتلایا کہ یہ ایسے شخص کی لاش ملی ہے کہ جس کو ہم میں سے کوئی نہیں پہچانتا، آپ (ﷺ) نے قریب پہنچ کر دیکھا اور فرمایا تم نہیں پہچانتے، میں پہچانتا ہوں اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت الفردوس کے اندر کوثر و تسنیم سے غسل دیا ہے اور اس کے چہرے کی سیاہی کو تابانی سے بدل دیا ہے، اس کی بدبو کو خوشبو سے تبدیل فرما دیا ہے۔

بہرحال! یہ بات کہ مال کا تحفظ ہو، محض کہہ دینے کی بات نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کر کے دکھایا، کافر کے مال کا تحفظ دشمن کے مال کا تحفظ، جو معاہدے کے تحت ہو، یہ مال کا تحفظ ہے۔

خصوصیت نمبر۲: اسلام انسانی حقوق کا علمبردار مذہب

اسلام میں ماں باپ کا مقام:

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بچہ ماں یا باپ کے چہرے پر محبت بھری

نظر ڈالتا ہے تو اللہ رب العزت ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرد یتے ہیں تو ایک صحابی نے عرض کی کہ اگر بیٹا 100 مرتبہ دیکھ لیتا ہے تو آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ اَطْیَبُ اللہ 100 حجوں سے زیادہ ثواب دینے پر قادر ہیں اور اللہ دینے سے عاجز بھی نہیں ہیں۔ (بیہقی حدیث:245/10)

صبح کے وقت نیند سے بیدار ہونے کے بعد جب کوئی بیٹا ماں کے کمرے میں چلا جاتا ہے اور ماں سے صرف اتنا پوچھ لیتا ہے کہ اماں جی رات کیسے گزاری صرف اتنا پوچھنے پر اللہ رب العزت اس بیٹے کو ایک سال مقبول عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ دوسرے مذاہب والے والدین کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی فرماتے ہیں کہ یہ 1972ء کی بات ہے کہ ایک پروفیسر تھے، وہ بتاتے تھے کہ بیرون ملک میں کسی کے دفتر گیا، میرے سامنے اُس سے ہسپتال سے فون آیا کہ اس کے والد فوت ہو گئے ہیں، تو اس نے کال اٹینڈ کی ڈاکٹر کو کہا کہ ان کو symetry service (تدفینی سروس) کے حوالے کر دیں تا کہ وہ ان کو دفن کر دیں اور بل مجھے بھجوا دیں، میں بل ادا کر دوں گا وہ کہتے کہ میں نے اس لڑکے سے کہا کہ تم جا کر باپ کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتے، تو وہ کہنے لگا کہ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟ اب جو بیٹا باپ کی موت پر اس کا چہرہ بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا، تو بتائیں اس باپ کو گھر کے اندر کیا خوشیاں حاصل ہوں گی!

چنانچہ ایک اور واقعہ ہے کہ امریکہ میں ایک عورت نے اپنے جوان بیٹے کے اوپر مقدمہ کیا کہ میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے، اس نے کتا پالا ہوا ہے، یہ تین چار گھنٹے روزانہ اس کتے کو نہلاتا ہے، کھلاتا ہے، میرے کمرے میں ایک منٹ کے لیے نہیں آتا، چنانچہ بیٹے نے بھی وکیل کیا، ماں نے بھی وکیل کیا 18 مہینے یہ کیس عدالت میں چلتا رہا اخباروں میں آتا رہا ڈیڑھ سال کے بعد آخر پر مقامی عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ کتا چونکہ بچے نے خود پالا ہے، اس لیے وہ اس کی liability (ذمہ داری) ہے چاہے ایک گھنٹہ لگے یا پانچ گھنٹے لگیں، اس کو کتوں کے اوپر لگانے پڑیں گے، اور لڑکے کی عمر چونکہ اٹھارہ سال سے اُوپر ہو چکی ہے اس لیے کوئی liability (ذمہ داری) نہیں، اگر وہ ماں کے کمرے میں ایک منٹ کے لیے نہیں جاتا تو عدالت بچے کو مجبور نہیں کر سکتی۔ اب بتائیں کہ اس ماحول میں ماں کا کیا عالم ہوگا کہ جس میں بیٹا ایک منٹ اپنی ماں کو اپنا چہرہ

دکھانے کا بھی روادار نہیں!

اسلام میں میاں بیوی کا مقام:

دین اسلام کے بغیر دوسرے مذاہب میں میاں بیوی کا تعلق زیادہ تر شہوات پورا کرنے تک ہوتا ہے حضرت جی مدظلہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ یورپ میاں بیوی گاڑی میں سفر کرتے ہیں تو اگر خاوند کو سگریٹ پینے کی ضرورت پیش آئی تو بیوی سے سگریٹ قرض مانگتا ہے اور بیوی کو سگریٹ پینے کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ خاوند سے قرض لیتی ہے۔ مفت دینے کا جذبہ نہیں ہوتا۔

اسلام میں ازدواجی زندگی:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِهٖ: (ترجمہ "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کیلئے بہتر ہو")

جب خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کی محبت دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں۔ (ترمذی حدیث:4062)

دیگر مذاہب میں ازدواجی زندگی:

معرفت الٰہی کے حصول میں شادی کو رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ عورت کو شادی کے بغیر کنواری رہنے کی ترغیب دینا (خلاف) فطرت ہے۔

☆ ہندوؤں میں خاوند کا مرجانا

ہندو مذہب میں رواج ہے کہ کسی عورت کا خاوند مر جائے تو بیوی کو بغیر قصور اور جرم کے جیتے جاگتے ہوئے زندہ آگ میں ڈالا جائے گا اس رسم کو رسم ستی کہا جاتا ہے اور یہ انسانیت کے ساتھ ظلم ہے۔

☆ بدھ مت کا مذہب

بدھ مت کے مذہب میں اللہ کو راضی کرنے کیلئے لوگوں سے راہ فرار یعنی بھاگ کر جنگلوں میں اکیلے رہنا اور پھر کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرنا ہے یہ عقل سے دور ہیں کیونکہ اگر سارے انسان جنگلوں میں

چلے گئے اور شادیاں نہیں کیں پھر آئندہ نسل کیسے آباد ہوگی لہذا یہ بھی خلاف فطرت ہے۔

اسلام نے عورت کو کیا دیا؟

اب آیئے دیکھیں کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے اور اس کے لئے کیسی کیسی شرعی قوانین میں رعایتیں دی گئی ہیں۔ عورت کے بارے میں قرآن مجید کی سورہ نساء آیت نمبر (۱) میں انسانیت کی مساوات کا ''خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا''. پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اس سے پیدا کیا اس کا جوڑا۔ ان الفاظ میں صاف اعلان کر دیا گیا کہ عورت اور مرد دونوں ایک ہی نفس سے پیدا شدہ ہیں، اس لئے دونوں ہم جنس ہیں، ایسا نہیں کہ عورت کسی اور جنس سے ہو، مثلاً حیوان ہو اور مرد دوسری جنس سے بلکہ دونوں ہی انسانیت کے رشتے سے برابر ہیں۔ اسی طرح حدیث نبوی میں ''اَلنِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ'' فرما کر اسی کی تصریح وتوضیح فرمادی گئی۔ چنانچہ اسلام کے تمام احکام میں صنفی اور طبعی فرق کا لحاظ کرتے ہوئے دونوں کے لئے یکسانیت برتی گئی ہے، بلکہ اسلام کے تمام قوانین پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو عورت کو کچھ زیادہ رعایتیں دی گئی معلوم ہوتی ہیں۔ عرب میں (جیسا کہ اوپر گزرا) لڑکیوں کی پیدائش سخت عیب کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جو ہدایات دیں مثلاً فرمایا:

''مَنْ بَلَىٰ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَاَحْسَنَكُنَّ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.''

ترجمہ: ''جو شخص لڑکیوں کی بہترین طریقہ پر سرپرستی کرے (تربیت کرے) اور اچھا برتاؤ کرے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔'' (صحیح بخاری ج2 ص887)

ایک اور حدیث میں فرمایا؛

''مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوْ بِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ
فَاَحْسَنَ مُحَبَّتِهِنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ''

(ترمذی ج،2 ص14,13 مکتبہ رشید دہلی)

ترجمہ: ''جو شخص دو تین بہنوں یا لڑکیوں کی بہترین طریقہ پر تربیت کرے اور کسی طرح کی زیادتی نہ کرے وہ جنت میں جائے گا اور اللہ کے رسول سے اتنا قریب ہوگا جتنی ایک ہاتھ کے برابر کی انگلیاں۔''

نبی اکرم ﷺ کے اس شوق انگیز بیان کے بعد بھلا کون سچا مسلمان ہوگا جو لڑکیوں اور بہنوں کی پرورش میں کوتاہی کرے اور دلچسپی نہ لے۔ ان روایات کا یہ اثر ہوا کہ غیر شادی شدہ لڑکیاں اسی خطہء عرب میں جہاں زندہ درگور کردی جاتی تھیں ''کریمہ'' یعنی خاتون معزز و محترم کہلائی جانے لگیں۔ مزید یہ کہ اس صنف کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا اور بھی متعدد پیرائیہ میں حکم دیا، مثلاً قرآن مجید سورۂ نساء آیت نمبر 19 میں فرمایا:

''عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' (عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو) اور حدیث میں فرمایا:

''اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا'' (عورتوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے میں میری صلاح مانو) بلکہ اسی کے ساتھ یہ بھی ہدایت کی کہ عورت سے اگر کوئی تکلیف بھی پہنچے تو یہ خیال کر کہ ان میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں غور کیجئے! یہ انداز بیان کتنا مؤثر ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

''لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ.''

ترجمہ:۔ ایک مومن عورت سے نہ بھاگے اگر اس کی ایک عادت اچھی نہ لگے تو وہ دوسرے عادت سے راضی ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 280)

درحقیقت نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مستفاد ہے قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا.

ترجمہ: ''اور اگر تم انہیں پسند نہ کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

ایک حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ .

(ترمذی ج1 ص 138)

ترجمہ: ''ایمان کامل اس شخص کا ہے جو خوش اخلاقی میں ممتاز ہو اور تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا ہو۔''

انہی آیات واحادیث نبوی کی بنا پر امام غزالیؒ نے کیا خوب بات فرمائی:

مطلب یہ کہ عورت کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنے کے حکم کرنے کا تقاضا صرف یہ نہیں ہے کہ مرد عورت کو اذیت نہ پہنچائے بلکہ اس کے اندر یہ بھی داخل ہے کہ اگر عورت کی طرف سے کوئی تکلیف دہ بات پیش آئے تو اسے برداشت کرے۔ (احیاء علوم دین ج2 ص39)

امام غزالیؒ نے یہ بھی لکھا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے وفات کے بالکل قریب جبکہ زبان مبارک پورا ساتھ بھی نہیں دے رہی تھی اس وقت جو چند اہم نصیحتیں امت کو فرمائیں، ان میں عورت کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے اور اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کی۔ (احیاء علوم دین ج2 ص37:38)

عورت کے اخراجات:

عورت کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے اس کے ساتھ عزت واحترام کا بلکہ دلجوئی کا معاملہ کرنے کا حکم اس کی صنفی نزاکت کے لحاظ اور رعایت کی بنا پر ہی ہے، کیونکہ نازک چیز کی رعایت زیادہ ہوتی ہے۔ایک حدیث صحیح میں انہیں قواریرآبگینہ (شیشہ) فرما کر ان کی نزاکت کا اعتراف آخری درجہ میں کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری ج2 ص719 میں ہے: "رِفْقاً بِالْقَوَارِيْرِ" (شیشوں پر نرمی) اس بنیاد پر اسے کسب معاش کی مشقتوں سے بچایا گیا اور اس کا نفقہ کسی نہ کسی مرد کے ذمہ کر دیا گیا ہے۔شادی سے قبل والد پر، والد کے نہ ہونے پر اس کے اخراجات برداشت کرنے کے لائق نہ ہونے کی صورت میں حسب اصول وراثت دادا، چچا، بھائیوں وغیرہ پر، شادی کے بعد شوہر پر، شوہر سے علیحدگی پر عدت کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ، شیر خوار بچہ کی موجودگی میں عدت کے بعد بھی جب تک بچہ ماں کا دودھ پیتا رہے اس کے، نیز بچہ کے اخراجات بھی اس کے سابق شوہر پر ہی ہیں۔عدت کے بعد (شیر خوار بچہ نہ ہونے کی صورت میں) اولاد پر، اولاد نہ ہو تو شادی سے قبل کی طرح اولاد یا دیگر رشتہ داروں پر لازم ہوتے ہیں، جن پر اخراجات لازم ہیں وہ رضا کارانہ نہیں بلکہ ان پر واجب ہیں۔

عورت کے اختیارات:

اُوپر کی تفصیلات سے اسلام میں عورت کی عزت واحترام نیز حقوق کا اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔اس کے بعد اب ایک جھلک ہم اس کے اختیارات کی دِکھاتے ہیں۔عورت بالغ ہونے کے بعد (مرد کی طرح) اپنے جان ومال، نکاح، مالی لین دین وغیرہ کے بارے میں قانون وشریعت کے لحاظ سے پوری طرح مختار ہوتی ہے، اپنے مال کی پوری مالک ہوتی ہے۔جس طرح مرد کہ جہاں چاہے اور جتنا چاہے خرچ کرے (پس مردوں کے لئے کچھ پابندیاں ہیں مثلاً فضول خرچی نہ کریں اور حرام جگہ خرچ نہ کریں، اس طرح عورت کے لئے بھی ہیں) اس سے نازک مسئلہ اس کے ازدواجی تعلق کا ہے۔اس میں بالغ عورت مختار ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہے کرسکتی ہے۔یہ الگ بات ہے کہ بعض حالتوں میں اولیاء کواعتراض کا حق دیا گیا ہے اور اولیاء کی اجازت وسرپرستی میں ہونے والے نکاح کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (بدائع الصنائع ج2)

مطلب یہ ہے کہ غیرشادی شدہ عورت اپنے نکاح کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے (کہ جس سے چاہے نکاح کرے) اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک کنواری (بالغ) لڑکی کا نکاح اس کے والد نے لڑکی کی مرضی کے بغیر کردیا تھا تو اس لڑکی نے اللہ کے رسول ﷺ سے شکایت کی، اس پر اسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: چاہے تو نکاح برقرار رکھے اور چاہے تو نکاح ختم کردے (ایضاً) اور اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی صاف صاف فرمادیا "لَاتُنْکِحُ الثِّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَامَرُ وَلَا الْبِکْرُ اَلّا بِاِذْنِهَا"

(ابوداؤدج1ص285)

مطلب یہ کہ شادی شدہ عورت کی شادی اس کی اجازت کے بغیر نہ کی جائے اور کنواری لڑکی کا بھی نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔

عورت کے ترکہ میں شرعی استحقاق

دنیا کے کسی بھی مذہب ملک اور قوم نے عورت کو ترکہ کا مستحق قرار نہیں دیا ہے، لیکن اسلام نے بالکل مرد ہی کی طرح عورت کو بھی ترکہ کا مستحق قرار دیا ہے زمانۂ جاہلیت قدیمہ میں عرب ہی نہیں جاہلیت جدید میں بھی ترقی یافتہ سمجھی جانے والی بہت سی یورپین اور دوسری قومیں بڑے لڑکے کو ہی ترکہ کا واحد مستحق قرار دیتی ہیں

،اولاد کے درمیان اگر فرق کیا جانا ہی ضروری ہوتا تو الٹا ترتیب ہوتی کہ چھوٹوں یا چھوٹے کو ملتا، سچ کہا ہے چھٹی صدی ہجری کے ایک مشہور مالکی عالم قاضی ابوبکر بن العربی (ف:543) نے؛ ''کمزور اور کم عمر ورثا تو قوی وارثوں کے مقابلہ میں مال کے زیادہ ضرورت مند مستحق ہوتے ہیں، جاہلوں نے ترتیب الٹ کر رکھ دی تھی۔'' بہرحال اسلام نے سب اولاد کو استحقاق ترکہ میں برابر قرار دیا (یہ الگ بات ہے کہ بعض مصلحت کی بنا پر مقدار میں فرق کیا ہے)۔

اسلامی نظامِ وراثت:

اسلامی نظام کی رُو سے عورتوں میں ماں، بیٹی، بیوی کسی حال میں جائیداد سے محروم نہیں رہ سکتیں۔

ایک سطحی اعتراض:

اسلامی نظامِ وراثت پر پوری طرح علم نہ ہونے کی وجہ سے بعض نادان لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ عورت کو اکثر صورتوں میں مرد سے آدھا حصہ ملتا ہے، حالانکہ اسلامی علوم پر عبور حاصل ہوتو اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً یہ حقیقت سامنے ہو کہ عورت پر اسلامی قانون کی رُو سے کوئی خرچ حتیٰ کہ اپنا خرچ بھی نہیں اس لئے اسے جو کچھ ملتا ہے محض اس کی دلجوئی اور عزت افزائی کے لئے ملتا ہے۔ اکثر اس کے ''بینک بیلنس'' بڑھانے یا زیورات بنانے کا ذریعہ بنتا ہے، اس کے برخلاف مرد پر اکثر حالات میں نہ صرف اس کے اپنے بلکہ دیگر رشتہ داروں کے اخراجات کا بوجھ بھی ہوتا ہے اور بیوی نیز لڑکیوں اور نابالغ لڑکوں کے بلکہ معذور بالغوں کے بھی اخراجات اس کے ذمہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ عورت نکاح کرتی ہے تو وہ اپنے شوہر سے مہر ملنے کی، جو اکثر اوقات میں بڑی رقم کی حقدار بن جاتی ہے اور مرد نکاح کرتا ہے تو اسے مہر ادا کرنا پڑتا ہے، اسے ایک مثال سے سمجھنا آسان ہوگا، مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا، اس نے ترکہ میں تیس ہزار روپے اور صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی وراثت میں چھوڑے، اب از روئے قانونِ اسلامی لڑکے کو بیس ہزار روپے اور لڑکی کو دس ہزار ملتے۔ بعد ازاں دونوں نے شادیاں کیں، اور فرض کیا دونوں کا مہر دس دس ہزار مقرر ہوا۔ اب صورت واقعہ یہ بنی کہ لڑکے کے پاس سے دس ہزار روپیہ مہر کا نکل گیا اور لڑکی کے (مہر کی شکل میں) پاس دس

ہزار روپیہ (اس کے شوہر سے ملے ہوتے ہیں) آگیا۔ اس طرح لڑکی کے پاس بیس ہزار ہوگئے اور لڑکے کے پاس دس ہزار ہی رہ گئے، اور وہ بھی بیوی وغیرہ کے اخراجات میں خرچ ہوجائیں گے۔ جبکہ دوسری طرف لڑکی کے پاس بالعموم رکھے ہی رہیں گے۔ مذہب اسلام کے خلاف دوسرے مذاہب نے عورتوں کے ساتھ کیسا ظلم کیا ہے۔

مذکورہ بالا کے اندر بیان کردہ تفصیلات سے اللہ تعالیٰ کے نظام تقسیم اور دوسرے مذاہب کے ظلم کردہ نظام کے درمیان فرق کرنا مشکل نہیں ہوگا۔ (ہفتہ روزہ ختم نبوت، ج31، شمارہ46)

دیگر مذاہب نے عورت کو کیا دیا؟

شریعتِ محمدیہ میں عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت لگایا جا سکتا ہے جب اسلام کے علاوہ دیگر مذہبی قوانین سے آگاہی حاصل ہو جائے جیسا کہ روشنی کی صحیح قدر اسے ہی ہوتی ہے یا ہوسکتی ہے جس کو تاریکی سے واسطہ پڑا ہو یا غذا کے فائدہ مند ہونے کا اندازہ حقیقتاً وہی صحیح لگا سکتا ہے جو بھوک کا شکار ہو۔ اس لیے ہلکی جھلک غیر اسلامی نظام و قوانین کی دِکھانا نیز جاہلیت کے ان طریقوں کا ذکر کرنا مناسب لگتا ہے جو عورت کے بارے میں دنیا بھر میں جاری ہیں۔

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں:

اسلام کی حقانیت غیر مسلم دانشور بھی تسلیم کرتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "غیر مسلم" اہل علم کی رائے معلوم کر لی جائے کہ وہ اسلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں: ایک غیر مسلم دانشور لکھتا ہے

"پس وہ (تلاش کنندہ) یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اسلام ایک ایسا عظیم اور سچا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو انسانی اندھیرے اور گمراہیوں سے نکال کر روشنی اور سچائی کی بلند چوٹیوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔" (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں، ص:71)

رُومن لاء:

ہم یہاں سب سے پہلے رومن لاء عیسائیت کا مختصر جائزہ لیتے ہیں جسے عام طور پر قوانین کا جنم دینا اور

انسانیت کا رکھوالا اور انصاف کا نمائندہ باور کیا اور کرایا جاتا ہے جو عرصہ دراز تک سارے مغرب میں اور خاص طور پر یورپ میں دستوری حکمرانی کرتا رہا ہے۔ غیر اسلامی نظام میں عورتوں کے ساتھ بدنما سلوک اسلام میں کنبہ کے سربراہ کو کنبہ کے باقی افراد خواہ وہ بیوی ہو یا بہو، بیٹے، بیٹی ہوں یا پوتے، پوتی، خرید وفروخت کرنے ہر طرح کی ایذائیں دینے حتیٰ کہ قتل کرنے کا اختیار تھا، نیز بیوی کو ترکہ سے محروم رکھنے کا بھی اسے حق حاصل تھا، لڑکیاں حقِ ملک نہیں رکھتی تھیں اور اپنے باپ کے ترکہ سے بھی محروم ہوتی تھیں۔

(المراۃ بین الفقۃ والقانون، ص16;15 (طبقہ رابعہ از ڈاکٹر مصطفیٰ سباقی) اور (الترکۃ والمیراث فی السلام، ص40 تا45، از ڈاکٹر محمد یوسف مصری، لمطبعۃ المعرفۃ)۔

یونانی قانون:

یونانی قانون میں عورت کی حیثیت معمولی سامان کی سی تھی، جس کی بازار میں آزادانہ خرید وفروخت ہوتی تھی، اسے نہ شہری حقوق حاصل تھے نہ آزادی، میراث بھی نہیں دی جاتی تھی، اسے ناپاک سمجھا جاتا تھا، پوری زندگی وہ کسی نہ کسی مرد کے شکنجہ میں گرفتار بلا مصیبت رہتی۔ شادی سے قبل سرپرست کے اور شادی کے بعد شوہر کے ظلم میں رہتی، نہ اپنے مال میں خرچ کرنے کا حق رکھتی تھی نہ جان میں، باپ اپنی بیٹی کو فروخت کرتا اور ہونے والا شوہر اسے خریدتا تھا اس کے بعد اسے (شوہر کو) پورا اختیار ہوتا تھا کہ اسے چاہے اپنی زوجیت میں رکھے یا کسی اور کے حوالے کر دے۔

(مدیٰ حریۃ الزوجین، ص127 ز ڈاکٹر عبدالرحمٰن صابونی، نیز المرأۃ بین الفقہ والقانون، ص13)

مسیحی مذہب:

دنیا میں مہذب ترین The most civilized کہلانے والے ملکوں میں سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا حال اور اس کا رویہ تو عورت کے بارے میں سب سے گیا گزرا ہے۔ اس بارے میں غیر عیسائیوں کے علاوہ خود عیسائیوں نے جو تفصیلات بتائی ہیں وہ عبرت کے لئے کافی ہیں۔ مثلاً ایک عیسائی انگریز فلسفی ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے گیارہویں اور پندرویں صدی (بعثت محمد ﷺ کے کوئی آٹھ سو سال بعد تک)

انگلستان میں عام طور پر بیویاں فروخت کی جاتی تھیں۔عیسائی مذہبی عدالتوں نے ایک قانون کو رواج دیا، جس میں شوہر کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے کے حق میں جتنی مدت کے لئے چاہے عاریتاً بھی دے سکتا ہے۔سب سے شرمناک رواج یہ تھا (جسے ایک قانون کا سا درجہ حاصل تھا) کسی کسان کی نئی نویلی دلہن کو مذہبی پیشوا یا حاکم کو چوبیس گھنٹے تک اپنے تصرف میں رکھنے اور اس کے جسم سے لطف اندوز ہونے کا حق حاصل تھا۔ (المرأة بين الفقه والقانون،ص:211)

اور تو اور سولہویں صدی (1567ء) میں بعثتِ نبوی سے تقریباً ایک ہزار سال بعد اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ نے یہ قانون پاس کیا کہ عورت کو کسی بھی چیز پر ملکیت کا حق حاصل نہیں ہوگا اور سب سے زیادہ تعجب خیز انگلستان کی پارلیمنٹ نے قانون پاس کیا، جس میں عورت کے لئے انجیل پڑھنا حرام قرار دیا۔

(المرأة بين الفقه والقانون،ص:211)

سب سے بڑھ کر عجیب تر انکشاف یہ ہے کہ 1805ء تک انگلستانی قانون کی رو سے شوہر بیوی کو فروخت کرنے کا پورا اختیار رکھتا اور اس کی قیمت بھی جو قانوناً مقرر تھی وہ اتنی حقیر تھی کہ اس کا ذکر کرنا باعث شرم ہے یعنی صرف چھ پنس (تقریباً آج کے دو روپیہ ہندوستانی)۔ (المرأة بين الفقه والقانون،ص121)

اس کے ساتھ ایک اور مسیحی یورپی ملک فرانس میں ایک کانفرنس کا حال یا روئیداد دل پر پتھر رکھ کر سن لیجئے جس میں اس بات پر بحث ومباحثہ ہوا کہ عورت انسان ہے یا کوئی اور جانور؟ اگرچہ آخر میں طے پایا کہ انسان ہے۔ (معارف القرآن، ج:ا،ص:549، مفتی محمد شفیع صاحب)

علاوہ ازیں مسیحی مذہب قانون کی رو سے عورت ترکہ سے بہرصورت محروم رہتی تھی بلکہ اکثر اولاد بھی، صرف بڑا لڑکا ہی (ترکہ پانے کا) استحقاق رکھتا تھا۔

یہودی مذہب:

موجودہ یہودی مذہب (جو ظاہر ہے کہ اصلی حالت میں نہیں ہے) میں عورتیں ترکہ کا استحقاق قطعاً نہیں رکھتی تھیں چاہے بیوی ہو، بیٹی ہو یا ماں، بہن البتہ بڑا لڑکا چھوٹے لڑکے مقابلے میں دوہرا حصہ اپنے باپ کے ترکے میں پاتا۔ (التركة والميراث،ص:41،42)

ہندو دھرم:

ہم سب سے پہلے (Encyclopidia of Religion and Etaies) کے حوالہ سے ہندومت میں عورت کے حقوق کے بارے میں جو ملتا ہے اس کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ بعدازاں خود ہندوؤں کی معتبر کتابوں سے اس موضوع پر تفصیلات پیش کریں گے۔ یہاں یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ مذکورہ کتاب (اخلاق و مذاہب کا انسائیکلوپیڈیا) دنیا بھر میں معتبر تسلیم کی جاتی ہے، اس کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

''سمرتی (ہندو مذہب کی معتبر کتاب) میں آٹھ قسم کی شادیوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ جنگجو اور پچھلی ذات کے لوگوں میں رائج تھا۔ جس میں عورت کو خریدا جاتا تھا۔

(انسائیکلوپیڈیا، ج:8،ص:452,251)

اب ہندو مذہب کی مشہور کتاب ''منوسمرتی'' (اردو ترجمہ شائع کردہ بھائی تاراچند چھبر بک سیلر، لاہوری گیٹ، لاہور) سے براہ راست کچھ دفعات نقل کرتے ہیں، جس سے ہندو مذہب میں رشتہ ازواج اور عورت کی حیثیت سے متعلق حقائق سامنے آتے ہیں۔ رات دن عورت کو پتی کے ذریعے بے اختیار رکھنا چاہئے۔ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی زوجہ میں بیٹا پیدا کرے تو اس بیٹے کے ساتھ چاچا لوگ برابر حصہ تقسیم کریں۔

(منوسمرتی ص:182، اردو ترجمہ شائع کردہ بھائی تاراچند چھبر بک سیلر، لاہوری گیٹ، لاہور)

ہندو مذہب میں شادی (وداہ) کے علاوہ ایک عقد جائز تسلیم کیا گیا ہے، جسے نیوگ کہتے ہیں۔ اس میں شادی شدہ عورت سے بھی دوسرا کچھ مدت کے لئے نکاح کرسکتا ہے۔ اس طریقہ سے پیدا ہونے والی اولاد اصلی شوہر کی ہی سمجھی جاتی ہے اور یہ دوسرے قسم کا نکاح (نیوگ) دس مردوں سے بھی ہوسکتا ہے۔

چند سال پہلے 1996ء میں ایک رپورٹ ملک کے مشہور اخبارات میں شائع ہوئی جس میں بتایا گیا ہے: ''ہندوستان سمیت کئی ملکوں میں ایک عورت کے ایک سے زائد شوہر ہونے کی رسم آج بھی موجود ہے۔ لداخ کے کچھ فرقوں میں یہ رسم اس طرح موجود ہے کہ'' خاندان کے سبھی مردوں کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔

خاندان کا بڑا بھائی کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور بعد میں سبھی بھائی اسی عورت سے تعلقات قائم کرتے ہیں۔'' یہ انکشاف مشہور ماہر سماجیات پروفیسر منیش کمار راما نے ایک سروے کرنے کے بعد کیا ہے

عرب کا زمانہ جاہلیت:

قبل از اسلام عربوں میں عورت کی جو حالت زار تھی کہ لڑکی کی پیدائش ہی سخت عار کی بات سمجھی جاتی اور اس داغ کو مٹانے کے لئے اسے زندہ درگور کیا جاتا تھا، جس کا قرآن مجید نے بھی بڑے بلیغ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ سورۂ نحل، آیت: ۵۸، ۵۹ میں ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ. (سورۂ نحل آیت:59)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے اس خوشخبری کو بُرا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رہنے دے یا اسے زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو انہوں نے کتنی بُری باتیں طے کر رکھی ہیں۔ عورت کو چاہیے بالغ ہی ہو، اپنا نکاح خود کرنے کا اختیار نہیں تھا، بلکہ اس کا ولی جس سے چاہے اس کی مرضی کے بغیر بھی نکاح کر سکتا تھا، پھر بیوی کی حیثیت بالکل باندی کی سی تھی جو صرف شوہر کی جنسی خواہش بلکہ ہوس کا شکار بننے کے سوا اور کوئی حق نہیں رکھتی تھی۔ بیوہ ہو جاتی تو اس کے شوہر کے ساتھ مرنے والے کے ترکہ کا سا معاملہ کرتے یعنی چاہے اپنے پاس رکھتے یا دوسرے سے نکاح کرتے، اسے شوہر کے ترکہ میں کچھ بھی نہ دیتے، کیونکہ ترکہ کا استحقاق رجولیت اور قوت پر تھا۔ اس بنا پر کم عمر لڑکے بھی ترکہ سے محروم رکھے جاتے اور لڑکیاں تو سب ہی محروم رہتیں۔ ان باتوں کی تفصیل بکثرت کتب حدیث و تفسیر و فقہ میں ملتی ہے۔

انسانی حقوق کے تعین کے بارے میں اسلام کے امتیازات:

انسانی حقوق کے لیے مقرر کردہ اصولوں میں اسلام کو بہت سی ایسی خصوصیات حاصل ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا کا کوئی مذہب اس سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا ہے۔

پہلا امتیاز:

یہ ہے کہ اس نے انسانی حقوق کا دائرہ وسیع کر رکھا ہے کہ بچپن سے بڑھاپے تک، عورت سے مرد تک ،گھر سے بازار تک، خادم سے بادشاہ تک زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ والدین کے حقوق، بیوی کے حقوق، نادار اور ضعفاء کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق وغیرہ۔

اسلام نے صرف انسانی حقوق کا ہی دائرہ وسیع نہیں کیا، بلکہ چوپایوں اور حیوانات تک کے حقوق سے بھی آگاہ کیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ تم جانوروں کو منبر نہ بناؤ یعنی جانوروں پر کھڑے ہو کر گفتگو سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر حقیقت نظر سے دیکھا جائے تو اسلام نام ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ہے۔

دوسرا امتیاز:

اسلام نے انسانی افراد کو حق طلبی کا خوگر نہیں بنایا بلکہ ادائے حقوق کی تلقین فرمائی ہے۔ آج کے نام نہاد مذہب معاشرے کا سب سے بڑا بگاڑ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کی فہرست لئے پھرتا ہے اور ہر جائز اور ناجائز طریقہ سے ان کا مطالبہ کرتا ہے، لیکن اس کے ذمہ لوگوں کے جو حقوق واجب ہیں ان کی ادائیگی سے بے فکر ہے۔ جب معاشرے میں ہر فرد مانگنے والا بن جائے اور حق ادا کرنے والا کوئی نہ رہے تو اس کا نتیجہ وہی شر و فساد ہو گا جو آج کی دنیا میں ظاہر ہے۔ اسلام ہر فرد کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمہارے ذمہ جو حقوق ہیں ان کے ادا کرنے کا اہتمام کرو، اس لئے کہ ہر فرد سے قیامت کے دن ان کی باز پُرس ہوگی۔ اسلام مردوں کو بتاتا ہے کہ ان کے ذمہ عورتوں کے کیا حقوق ہیں، عورتوں کو نہیں اکساتا کہ تم حقوق کا پلندہ لے کر سڑکوں پر نکل جاؤ۔ عورتوں کو یہ بتایا ہے کہ ان کے شوہروں کے ان کے ذمہ کیا حقوق ہیں؟ مردوں سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اور گھر میں کسی کا جینا حرام کردو۔ اسلام مالکان کو تلقین کرتا ہے کہ اجیر (مزدور) کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کرو، مگر مزدوروں کو یہ کہہ کر نہیں ابھارتا کہ تم کام چھوڑ کر بینر اٹھالو اور شور مچاؤ، خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ہر شخص کو یہ تلقین کرتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں؟ اور یہ کہ کیا وہ ان حقوق کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق ادا کر رہا ہے؟ اس طرح پوری قوم اور پورے

معاشرے کو سو فیصد حقوق ادا کرنے والا دیکھنا چاہتا ہے، اور یہ بات اسلام کے مزاج اور اس کی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے کہ حقوق کی مانگ تو ہر شخص کی طرف سے ہو لیکن حقوق کی سو فیصد ادائیگی کسی ایک فرد کی طرف سے بھی نہ ہو رہی ہو آج مسلم معاشروں میں جو افراتفری اور بدامنی وفساد پایا جاتا ہے وہ اسلام کے اس مزاج سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔

تیسرا امتیاز:

اسلام کا تیسرا امتیاز یہ ہے کہ حقوق وفرائض کے سلسلے میں وہ صرف قانون کا استعمال نہیں کرتا، بلکہ انسان میں ادائے حق کا ایک ایسا شعور اور ذمہ داری کی ایک ایسی حِس بیدار کرتا ہے کہ آدمی محض قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا جوئی، اور محاسبۂ آخرت کے اندیشہ سے وہ اپنے ذمہ کے حقوق کو ٹھیک ٹھیک ادا کرے، اسلام یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ اگر دنیا میں کسی نے کسی کی حق تلفی کی تو قیامت کے دن اس سے ایک ایک ذرہ کا بدلہ دلایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کے دنیا میں سینگ مارا تھا تو قیامت کے دن دونوں کو زندہ کر کے بے سینگ بکری کا بدلہ دلایا جائے گا۔ جب بے شعور حیوانوں تک کے درمیان یہاں تک انصاف ہوگا تو جن انسانوں نے عقل وشعور کے باوجود لوگوں کے حقوق غصب کئے ان کا کیا حال ہوگا؟ الغرض اسلام اپنی پاکیزہ تعلیمات کے ذریعے ایسی حِس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ کسی کا حق کھانے کی انہیں کبھی جرأت نہ ہو اور اگر خدانخواستہ کسی سے کسی کا حق ضائع ہو جائے تو جب اس کی مکافات (بدلہ) نہ کر لے، اسے کسی حال میں بھی آرام نہ آئے۔ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ حضرات، جنہیں ہم صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں، سو فیصد انسانی زندگی کے نگہبان اور ان کے ادا کرنے والے تھے۔ اس لئے ان کے زمانہ میں امن وسکون کا جو نظارہ دنیا کے سامنے پیش ہوا۔ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، اور آج کی مہذب (Civilized) دنیا میں اگر مسلمان حقوق و فرائض میں سستی سے کام لیتے ہیں تو یہ یہود ونصاریٰ کی پیروی کا اثر ہے، اس لئے ضرورت ''اسلام اور انسانی حقوق'' پر مقالے پڑھنے اور جلسے منعقد کرنے کی نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان عملی طور پر اپنے

مذہب کا نمونہ پیش کریں اور یہود و نصاریٰ کی تقلید سے آزاد ہو کر محمد رسول اللہ ﷺ کی خوبصورت زندگی کو اپنائیں۔

اسلام سے متصادم قابل نفرت نظریات وعقائد:

تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جس ماحول اور معاشرہ میں اسلامی تعلیمات پر عمل کیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کی مقرر کردہ حدود کے اندر ہی رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کی گئی، وہ ماحول اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنا رہا، اس معاشرے کے ہر ہر فرد کو ذہنی سکون مل رہا ہے۔ اسلام کی تمام حدود (جرائم کی روک تھام کے لئے عملی اقدامات) کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ہر ایک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سزاؤں کا مقصود صرف سزا یافتہ مجرم کی ہی اصلاح نہیں ہے بلکہ اس کی روشنی میں اسلام کی یہ روح میں بھی شامل ہے کہ وہ سزا یافتہ آدمی کو معاشرے کے لئے ایک عبرت کا نشان بنائے تا کہ دوسرے افراد ایسی غلطیوں سے پرہیز کریں۔ یہ اسلامی اصول فطرت کے عین مطابق ہے اس لئے اگر ان کی بہتر انداز سے تشریح کی جائے تو انسانی طبیعتیں خود بخود اس کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اسلام کی تمام تعلیمات کا یہی انداز ہے کہ انسانی ضرورتوں اور انسانی نفسیات کی رعایت اس میں بھری ہوئی ہے۔ لیکن اسلام دشمن طاقتیں اسلامی تعلیمات کو انسانیت کش اور ماحول و معاشرہ کی ترقی میں رکاوٹ کا نام دیتی ہیں، اور وہ اپنے کفر پیتل کو سونا پیش کرتے ہیں اور ہمارے سونے کو پیتل پیش کرتے ہیں۔ نظر اٹھا کر دیکھا جائے تو آج پوری دنیا میں یہی نظر آئے گا کہ مسلمانوں کی عملی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر غیر اسلامی قوتیں اسلام کی شکل کو ہر ممکن طریقے سے بگاڑنے میں لگی ہوئی ہیں۔

اسلام صرف رسومات کا ایک طریقہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا نظامِ زندگی ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ البتہ مذہب اسلام اپنے تمام احکامات میں اپنے ماننے والوں سے مکمل خود سپردگی اور کامل اتباع چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ.

(سورۃ بقرہ، آیت:208)

ترجمہ: ''اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔
اور یہ صرف تعلیم نہیں ہے بلکہ محسن انسانیت محمد ﷺ نے اس پر عمل کر کے پوری دنیا کے لئے صاف نمونہ پیش کیا ہے۔ہم سب لوگ اس بات کی کوشش کریں کہ کسی بھی حال میں اپنا اسلامی تشخص اور اپنا دینی امتیاز نہیں چھوڑیں گے۔

اسلام اور مذاہب عالم:

جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارے کام پر لگا دیا چنانچہ کائنات کی ہر چیز شب وروز خدمت انسان میں لگی ہوئی ہے۔اس موقع پر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ جب دنیا کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے تو انسان کو کس لئے پیدا کیا گیا ہے؟ آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ سوال کا جواب اللہ رب العزت نے انتہائی واضح انداز میں فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ؛ (ترجمہ)''کہ میں نے جن اور انسان اس لئے پیدا کئے کہ وہ میری عبادت کریں۔''اے اہل عقل !سنئے ،اللہ تعالیٰ نے عبادت کا عنصر روز اول ہی سے انسان کی طبعیت میں رکھ دیا ہے تا کہ وہ طبعی طور پر عبادت کی طرف مائل رہے۔انسان بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ تسلیم کرتا ہے کہ تمام کائنات پر خدا کی حکومت ہے،رسولوں اور کتابوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حکومت کے قوانین مقرر ہوتے ہیں،اور قیامت کے دن کے تصور سے انسان میں حکم خدا ماننے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔اس طرح ایک صحیح اجتماعی نظام قائم ہوتا ہے۔

اسلام کی مذہبی عبادت بہت آسان ہے، اسلام نے ہر حکم انسانی طاقت کے مطابق مقرر کیا ہے اسلام نے سائنس کی تعلیم پر بہت زور دیا ہے۔قرآن کریم میں جا بجا انسان کو دنیا کی سیر وسیاحت ،کائنات کی تسخیر اور کارخانہ قدرت کے رازہائے سربستہ معلوم کرنے کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے۔ اسلام میں اجتماعیت کو بھی اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو،قومی اتحاد کو نقصان نہ پہنچے ،نیک مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔اسلام نے ہر شخص کو اپنے دائرہ عمل میں رہتے ہوئے اپنی طاقت کے مطابق لوگوں کی خدمت کا ذمہ دار قرار دیا ہے، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ: ''تم میں سے ہر ایک چرواہے کی مانند (ذمہ دار) ہے، اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔''

خصوصیت نمبر۳: اسلام میں حفاظتِ قرآن اسلام کی جیت

دنیا کے مختلف آسمانی ادیان اپنے اپنے وقت میں رب العالمین کی طرف سے بھیجے گئے۔ تمام ادیان کی تکمیل دین اسلام سب سے آخر میں آیا لہذا سب سے زیادہ کامل اور مکمل ہے۔ دین اسلام کی حقانیت کے واضح دلائل سنیئے۔ مثال: یہود ایک قبیلہ یہودہ کی طرف منسوب ہے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو Jesus christ کہتے ہیں بعد میں کرسچن مشہور ہوئے زرتشت کا مذھب اپنے بانی کی طرف منسوب ہے باقی کوئی حقیقت نہیں بدھ مت کا مذھب اپنے بانی بدھا کے نام سے مشہور ہوا۔ بدھ مت کے پیشوا نے سرے سے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی ہے۔

(ہمارے پیر ومرشد حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب) نے ایک مرتبہ سویڈن کے ایک کالج میں اسلام کے عنوان پر بیان دیا قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جو اصلی حالت میں اب بھی موجود ہے۔ عیسائی لڑکی نے سوال کیا انجیل کس زبان میں نازل ہوئی حضرت جی نے جواب دیا انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی وہ کہنے لگی کہ آج انجیل انگریزی زبان میں ہے۔ سریانی زبان میں نہیں ہے۔ حضرت جی نے جواب دیا معلوم ہوا کہ اصلی انجیل نہیں ہے صرف ترجمہ ہے اور ترجمہ اصل کتاب نہیں ہوسکتا کیونکہ ترجمہ میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔

انجیل میں تحریف:

حضرت عیسی علیہ السلام کی زبان سریانی تھی جبکہ آج کل انجیل انگریزی زبان میں ہے اور وہ بھی ترجمہ ہے اور ترجمہ اصل کتاب نہیں ہوسکتی۔ انجیل کا ترجمہ کیسے کیا گیا لوگوں کے ناموں کا بھی ترجمہ کردیا گیا احمد ﷺ کے نام سیزی پریز ڈون بنادیا گیا۔ اس سے مراد اللہ کے پیغمبر کا نام اب معلوم نہیں ہے کہ کون سا پیغمبر مراد ہے۔ عیسی علیہ السلام سے جیز ز (Jesis) بنادیا گیا حضرت یوسف علیہ السلام سے جوزف (Josefh) بنادیا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جیکب (Jacob) بنادیا گیا۔ اصلی نام کی بجائے ترجمے سے کسی بھی پیغمبر

کا نام لے سکتے ہیں۔ پھر ایک پیغمبر کی تعلیمات اور احکامات دوسرے پیغمبر کی طرف منسوب ہونگے اور یہ غلطی کا سبب بن سکتا ہے۔اور یہ غلطی امت میں توڑ کا سبب بنے گا، کیونکہ موسم، زمین، عادات اور رسم ورواج کے اختلاف کی وجہ سے فروعی مسائل میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

زبور میں تحریف:

حضرت داوٗد علیہ السلام پر زبور نازل ہوا مگر ان کی وفات سے پانچ سو سال بعد زبور لکھی گئی اس میں سو شاعروں کا کلام بھی داخل کر دیا گیا 500 سال بعد لکھنے والا کتاب زبور اپنی اصلی حالت پر نہیں ہوسکتی لہذا تحریف سے خالی نہیں ہے۔

تورات میں ردوبدل:

اہل بابل نے چھٹی صدی قبل مسیح میں بیت المقدس کو تباہ کیا تورات کی تختیاں ضائع کیں پانچویں صدی میں جب بنی اسرائیل رہا ہوئے اس کے بعد نئ تورات لکھی گئی یعنی سو سال بعد لکھی گئی۔100 سال بعد لکھی جانے والی اپنی اصلی حال پر نہیں ہوسکتی حضرت یونس علیہ السلام 800 سال (ق م) نبوت سے سرفراز ہوئے تھے مگر 300 سال بعد ایک شخص نے ان کے حالات زندگی لکھے اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ کتنی غلطیاں ہوں گی۔

آج بھی یہودیوں کے پاس اصلی تورات کی بجائے قدیم ترین عبرانی نسخہ 914ء کا لکھا ہوا ہے جو بعد والوں نے خود اپنی طرف سے لکھا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات 933 سال بعد (ق م) مگر امثال سلیمان (Proverb)250 سال لکھی گئی کہ درمیان میں 683 سال کا وقفہ رہا پتہ نہیں کتنی تبدیلی ہوگی پھر دوسرا نقصان یہ ہوا کہ یہ سب کتب 70ء میں بیت المقدس کی دوسری تباہی کے وقت ضائع کی گئیں صرف یونانی ترجمہ رہ گیا اور ترجمہ اصل کتاب تو نہیں ہوسکتا۔اس سے معلوم ہوتا ہے بنیادی صحیح کتاب کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔

زرتشت مذھب کی کتب کا جائزہ لیا جائے زرتشت مذھب کے بانی کا صحیح اندازہ پیدائش معلوم نہیں کسی مذہب

کے غلط ہونے کیلیئے یہ کافی ہے کہ اس کے بانی کا پتہ نہ ہو یا پیدائش کی تاریخ معلوم نہ ہو۔
بدھ مت کی کتب کا حال یہ ہے کہ بدھ مت کے پیشوا نے سرے سے کوئی کتاب ہی نہیں لکھی ہے۔

اسلام میں حفاظتِ قرآن

ایک صورت تو یہ تھی 40 یا 17 صحابہؓ کاتبین وحی تھے جو وحی نازل ہوتی تو 40 میں جو صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے فوراً نازل شدہ قرآن لکھ لیتے اور قرآن سینوں کے ساتھ سفینوں میں بھی محفوظ ہو جاتا۔ دوسری صورت کئی ہزار صحابہ کرامؓ جنہیں شروع سے آخر تک قرآن پاک یاد تھا۔ کسی نے پتھر پر لکھا اور کسی نے پتوں پر لکھا اور قرآن کو محفوظ کر لیا۔

نبی اکرم ﷺ خود حافظ قرآن تھے۔

پتوں پر لکھا ہوا قرآن:

عاجز کو حضرت جی کی ساتھ سمرقند جانے کا موقع نصیب ہوا، وہاں پتوں پر لکھا ہوا قرآن عاجز نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ درخت کے پتے تھے مگر انہیں کتابی شکل میں بند کیا گیا تھا۔

ثمر قند ازبکستان (روس) کے میوزم میں لوہے کی تختیوں پر لکھا ہوا قرآن دیکھا ہم نے سمرقند ازبکستان (روس) کی ایک لائبریری میں قرآن مجید کو لوہے کی پلیٹوں پر لکھا ہوا دیکھا، پلیٹیں تھیں جیسے چار فٹ بائی آٹھ فٹ کی پلیٹ، پوری لوہے کی شیٹ بیڈ سائز جتنی بڑی تھی اور چھت تک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ایک پلیٹ ایک صفحہ تھا اور اس کے اُوپر انھوں نے انگریو کیا ہوا تھا، یعنی پینٹ سے لکھنے کی بجائے اس کو کھودا گیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ قرآن مجید کی کاپی کیسی؟ وہ کہنے لگے: جی دیکھیں کہ لوگوں کے ہاں ٹائم کا ایک سٹینڈرڈ ہوتا ہے۔ یہ گرین وچ ٹائم ہے، جس نے گھڑی ملانی ہو فلاں ٹائم کے ساتھ ملا لو، اسی طرح پہلے وقت کے علماء نے اس کو لوہے پر کھود کر لکھوا لیا تاکہ قرآن مجید محفوظ ہو جائے صدیوں سلامت رہے اور اگر کبھی کہیں قرآن مجید میں کسی لفظ کے لکھنے میں کوئی شبہ وارد ہو کسی نے قرآن مجید تحریف کی ہو یا کمی بیشی کی ہو تو اس قرآن مجید کے لفظ کو اس سٹینڈرڈ کے ساتھ لا کر ملا لیا جائے وہ قرآن مجید کا سٹینڈرڈ بھی موجود ہے اس طرح قرآن مجید زندگی بھر

تحریف سے محفوظ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی شان کہ چھوٹے چھوٹے نسخے بھی موجود ہیں، کئی ایسے کاتب تھے جو باریک لکھنے میں ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کومختلف صفات دی ہیں، وہ باریک لکھنے میں ماہر تھے، چنانچہ ایک کاتب کے بارے میں آتا ہے کہ چاول کے ایک دانے کے اوپر "قُلْ هُوَ اللّٰه" کی پوری سورۃ کولکھ لیا کرتے تھے۔ ایک چاول کے اوپر کتنا باریک لکھتے ہوں گے، اتنا باریک نویس کہ ایک چاول کے اوپر پوری سورۃ اخلاص "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o" کولکھ لیا کرتے تھے اِیسے بھی کاتب تھے۔ چنانچہ عاجز نے سمرقند کی ایک لائبریری میں ایک چھوٹا سا قرآن مجید دیکھا، بالکل اتنا چھوٹا سا جیسے کوئی تعویذ سا ہوتا ہے۔ اور لکھنے والے نے اس کو ہاتھ سے لکھا تھا اور پھر ہم نے وہاں پرایک اور قرآن مجید بھی دیکھا، وہ پتوں کے اوپر لکھا ہوا تھا۔ بالکل اس کا صفحہ ہم نے دیکھا جیسے بڑے پتوں کا کوئی درخت ہوتو اس کے پتے لے کر خشک کر لئے جائیں اللہ کی شان انہوں نے پتوں پر کوئی کیمیکل لگایا تھایا کیا؟ پتوں کی رگیں نظر آتی تھیں، پتے صاف نظر آتے تھے۔ اوراس کے اوپر قرآن پاک لکھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اس کی تاریخ بنتی ہے جب کاغذ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس وقت لوگ پتوں پر قرآن مجید لکھ کراس کی جلد بنا کے رکھا کرتے تھے۔ وہ قرآن مجید بھی آج دنیا میں موجود ہے۔ تو یہ قرآن مجید لکھنے کا بھی سلسلہ عجیب ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں غیروں کی گواہی :جرمنی میں میونچ یونیورسٹی (University of Munich) کا ایک مذہبی شعبہ ڈیپارٹمنٹ آف تھیالوجی نے پوری دنیا کے مختلف شہروں سے چالیس ہزار قرآن کے نسخے اکھٹے کئے پھر سب کا آپس میں موازنہ کیا گیا لیکن وہ اس وقت بہت حیران ہوئے کہ 40ہزار نسخوں میں کسی ایک نسخے میں بھی غلطی نہیں نکلی سب کے سب نسخے ایک جیسے تھے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں قرآن مجید کی حفاظت:

جنگ یمامہ میں جب بہت سے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تو مشورہ ہوا اور حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں حفاظ کرامؒ کی جماعت بنادی گئی تاکہ قرآن کو کتابی شکل میں محفوظ کیا جائے اور قرآن کومختلف صحابہؓ

سے تلاش کر کے سب نے اتفاق سے قرآن کو محفوظ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ سفر میں جنگی سرگرمیوں سے فارغ ہوتے ہی مجاہدین کو قرآن یاد کرنے پر لگایا جائے تاکہ قرآن عظیم الشان کے زیادہ سے زیادہ حافظ بن جائیں اس طرح ہزاروں صحابہؓ حافظ قرآن بن گئے۔

حضرت عثمانؓ کے نسخہ جات حضرت عثمانؓ کے خلافت کے زمانے میں قرآن مجید کے سات نسخے ایک جیسے لکھوائے گئے مختلف ممالک میں بھیجے گئے ایک نسخہ تاشقند میں اب بھی موجود ہے یہ عاجز حضرت جی کے ساتھ قرآن محل میں گیا جس کمرے میں یہ نسخہ رکھا گیا تھا وہ بالکل آخر میں تھا شیشے کی الماری میں بالکل محفوظ جگہ پر یہ نسخہ رکھا گیا تھا کہ وہاں تک پہنچنا بھی مشکل تھا لیکن حضرت جی مدظلہ کی برکت سے ہم وہاں تک پہنچ گئے اور عاجز نے اپنی آنکھوں سے اس مبارک نسخہ کو دیکھا۔

قرآن مجید اللہ کی کتاب بھی ہے اور کلام بھی ہے:

خدا کا کلام محفوظ ہے جس زبان میں یہ نازل ہوا اسی زبان میں ابھی تک اصلی حالت میں ہے۔

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی کو بیرون ملک میں ایسی جگہوں پر بیٹھنے کا موقع ملا جہاں عیسائیوں کا پادری بھی بیٹھا ہوتا تھا، یہودیوں کا ربائی بھی ہوتا تھا اور ہندوؤں کا پنڈت بھی ہوتا تھا۔ گویا مختلف مذاہب کے عالم ہوتے تھے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کے بارے میں بات کرنی ہوتی تھی۔ دوستوں نے حضرت جی سے بھی کہا کہ حضرت اسلام کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ بھی شرکت فرمائیں لہٰذا انہوں نے بھی جانا شروع کر دیا۔

ایک مرتبہ ایک عیسائی نے پوچھا کہ آئندہ جب ہماری محفل ہوگی تو ہمیں اس وقت کیا کرنا چاہئے؟ تو حضرت جی نے کہا کہ ہر ہر مذہب والے کے پاس جو WORD OF GOD ''اللہ کا کلام'' ہے اس کی تلاوت کرنی چاہئے اور پڑھ کر سمجھانا بھی چاہئے کہ اس کا خلاصہ کیا ہے۔ اس بات پر سب متفق ہو گئے۔

چنانچہ جب اگلی دفعہ پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے حضرت جی سے ہی کہا کہ آپ ہی ابتدا کریں۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اس کا خلاصہ بھی انہیں سمجھایا کیونکہ یہ فاتحۃ الکتاب ہے۔ حضرت جی کے بعد

یہودی کی باری تھی۔اس نے تورات پڑھنی شروع کی۔جب اس نے تورات پڑھی تو حضرت جی نے اس سے کہا کہ مجھے ایک بات کی وضاحت مطلوب ہے۔وہ کہنے لگا، کیا وضاحت مطلوب ہے؟ احضرت جی نے کہا، آپ تورات کس زبان میں پڑھ رہے ہیں؟ کہنے لگا، انگریزی زبان میں۔حضرت جی نے کہا، آپ اللہ کا کلام پڑھیں، اللہ کا کلام انگریزی زبان میں تو نازل نہیں ہوا تھا، چونکہ یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہر مذہب والے کے پاس جو اللہ کا کلام ہے وہ پڑھیں گے اس لیے آپ اللہ کا کلام پڑھیں۔وہ کہنے لگا، جی وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے، ہمارے پاس تو فقط اس کا انگلش ترجمہ ہے جو کہ انسانوں کے الفاظ ہیں۔آگے عیسائی بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ پھر تو ہمارے پاس بھی اللہ کا کلام نہیں ہے۔حضرت جی نے پوچھا، کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ جس زبان میں ہماری یہ کتاب نازل ہوئی آج وہ زبان بھی دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے، اس زبان کو پڑھنے اور سمجھنے والے ہی موجود نہیں تو وہ کتاب کیسے پڑھیں۔

بالآخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا اور جو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھا۔انھوں نے کھڑے ہو کر صاف لفظوں میں کہا کہ پوری دنیا کے ادیان میں سے صرف دین اسلام والے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس اللہ رب العزت کا کلام اصلی شکل میں آج تک موجود ہے۔باقی سب مذاہب والوں کے پاس ترجمے موجود ہیں پھر حضرت جی نے دل میں کہا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُلِلّٰہِ کہ کافر یہودی کی زبان سے قرآن عظیم الشان کی صداقت کی تصدیق ہو رہی ہے جب حضرت جی نے انہیں بتایا کہ اس کتاب کے ہمارے ہاں حافظ بھی موجود ہیں تو وہ بڑے حیران ہوئے۔حضرت جی نے کہا کہ آپ کی کتاب کے کسی ایک صفحے کا کوئی حافظ ہو تو مجھے دکھائیں۔اول تو کتاب ہی محفوظ نہیں اور جو کچھ موجود ہے اس کے ایک صفحے کا بھی کوئی حافظ نہیں۔یہ شرف اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ہی کو بخشا ہے۔

سیرت مبارکہ کی حفاظت:

نبی اکرم ﷺ کی سیرت محفوظ ہے۔پوری زندگی گھر کے تکیے اور برتنوں سے لے کر بادشاہوں تک وفود اور خطوط کی تمام کارگزاری لفظ بہ لفظ ابھی تک بالکل پاک اور صاف محفوظ ہے۔

اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کو ساری دنیا بلکہ رہتی دنیا تک کے انسانوں کے واسطے رحمت

بنا کر بھیجا، محبوب دو جہاں ﷺ کی ایک ایک ادا اللہ رب العزت کو بہت زیادہ محبوب ہے، اس لیے جو بھی حضور پاک ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپناتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنا قرب عطا کر دیتے ہیں۔ ہر عمل میں نبی کریم ﷺ کا اتباع جہاں انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے وہاں حضور ﷺ کی سچی محبت کی علامت بھی ہے۔ دنیا کے تمام انسانوں میں صرف نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال، وضع قطع، رفتار وگفتار، انداز گفتگو، طرز زندگی، طریقِ معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور سونے جاگنے کی ہر ہر ادا بعینہٖ اسی طرح محفوظ کی گئی جس طرح آپ ﷺ سے سرزد ہوئی۔

خصوصیت نمبر۴: احکام اسلام عقلِ انسانی کے مطابق

اسلام میں حکم وضو عقلِ انسانی کے موافق

۱) وضو کی حکمت:

ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد بدن کے مختلف حصوں سے خارج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہاتھ پاؤں یا اطراف منہ وسر پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں اور مختلف اقسام کے زہریلے پھوڑے وپھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور بدن کے مختلف حصے دھونے سے وہ گندے مواد دور ہو جاتے ہیں یا وضوء کرنے سے جسم کے اندر ہی ان کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے یا خارج ہوتا رہتا ہے اور اس طرح جسم مختلف بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے۔

۲) وضو عقل کی زیادتی کا سبب:

پاکیزگی سے طبیعت میں عقل کا مادہ بڑھتا رہتا ہے اور جہاں عقل صحیح سالم ہو گی وہاں اللہ کی طرف دھیان صحیح ہوگا۔

۳) وضوء کرنے کی عقلی دلیل:

ملکی اور اپنی ضروریات پورا ہونے کی غرض سے بادشاہ کے دربار میں جانے کی ضرورت پڑتی ہے دربار میں حاضری کرتے وقت ہاتھ، منہ اور پاؤں کے دھونے اور لباس کے درست کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اللہ رب العزت جو پوری دنیا کا خالق و مالک ہے اس کے دربار میں حاضری کرتے وقت نماز کے لیے ہاتھ، منہ اور پاؤں کا دھونا ضروری ہوتا ہے اس وجہ سے کہ وہ تمام آداب جو بادشاہ کے دربار میں حاضری کے وقت بجالائے جاتے ہیں وہ سب آداب مانگنے میں شمار ہوتے ہیں اس وجہ سے شرعیت مطہرہ نے وضو کا حکم دیا ہے کہ نماز سے پہلے چہرے اور منہ ہاتھ وغیرہ پر گرد وغیرہ پڑا رہتا ہے وضوء کرنے سے وہ گرد وغبار دور ہوجاتا ہے۔

۴) وضو بدن کی تقویت کا سبب:

تجربات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اور منہ اور سر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر ہوتا ہے اور پورے بدن میں قوت اور بیداری پیدا ہوجاتی ہے، غفلت اور سستی وضو کے عمل سے دور ہوجاتی ہے۔

۵) وضو کا بقیہ پانی پینے کا فائدہ:

وضو کا بچا ہوا پانی پینے میں یہ راز ہے کہ جس طرح انسان اپنے ظاہری اعضاء اور حصوں پر پانی ڈال کر ظاہری اعضاء کے گناہوں سے توبہ تائب ہوتا ہے ایسے ہی وضوء کرنے والے شخص کا وضو کا بقیہ پانی پینے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے میرے خدا! جس طرح تو نے میرے ظاہری اعضاء کو پاک کیا ایسے ہی میرے باطن کو بھی پاک فرمادے اس وجہ سے وضو سے بچا ہوا پانی پینا چاہیے۔

۶) وضو میں تثلیث کا فائدہ:

ہر اندام وضو کو تین بار تک دھونا اگر دھونے کے لئے ایک حد معین نہ ہوتی تو وہی انسان سارا دن ہاتھ پاؤں ہی دھونے میں گزار دیتا اور اس کی نماز کا وقت گزر جاتا، اس وجہ سے شریعت مطہرہ نے ہر

چیز کی حد مقرر کردی ہے۔

۷) وضو میں ٹخنے دھونے کا فائدہ:

وضو میں پاؤں کو ٹخنے تک دھونے میں راز یہ ہے کہ وہ رگیں جو پاؤں سے دماغ کو پہنچتی ہیں وہ کچھ پاؤں کی انگلیوں سے اور کچھ ٹخنوں سے شروع ہوتی ہیں اور ان سب کو دھونے میں شامل کر لینے سے دماغ کے بخارات بُجھ جاتے ہیں اور آدمی ذہنی سکون محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ پاؤں کا دھونا ٹخنوں تک وضو میں شامل ہوا۔

حکمِ مسواک عقلِ انسانی کے موافق:

دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے کیونکہ گفتگو کے دوران دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے دوسرا انسان طبعی طور پر اچھا محسوس نہیں کرتا ہے یعنی کراہت محسوس کرتا ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (مسلم شریف حدیث نمبر 91)

ترجمہ: خدا تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر بہت دنوں تک مسواک نہ کی جائے تو مسوڑھوں اور دانتوں میں غذا کے ذرات باقی رہنے سے گندگی جم جانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب انسان مسجد کے اندر نمازیوں میں جا کر کھڑا ہوتا ہے تو اس مرد کی بدبو سے دیگر نمازیوں کو اور پاک فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور یہ بدبو اللہ رب العزت بھی پسند نہیں کرتے اور لوگ بھی بُرا سمجھتے ہیں۔

لہٰذا عقلی دلیل سے ثابت ہوا کہ مسواک کرنی چاہیے۔ آج کل کھانے پینے میں چکناہٹ بہت زیادہ ہے اس وجہ سے دانتوں میں میل کچیل بہت زیادہ رہتا ہے اس وجہ سے دانتوں میں کھانے اور جوس کے ذرات باقی رہتے ہیں۔ اس وجہ سے آج کل مسواک سنت نبوی ﷺ کی نیت سے کرنی چاہیے اور برش ٹوتھ پیسٹ صفائی کی نیت سے کرنا چاہیے۔

اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِ یْمَانِ ۔

صفائی نصف ایمان ہے۔اگر صفائی کی نیت سے برش کریں گے تو دوسرے انسانوں کے لیے باعث راحت ہوگا تو یہ بھی ثواب میں شامل ہوجائیں گے۔

احکام تیمّم عقلِ انسانی کے موافق:

خدا تعالیٰ کی عادت یوں جاری ہے کہ بندوں پر جو چیز مشکل ہوتی ہے وہ ان پر آسان کر دیتا ہے اور آسانی کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ جس کام کے کرنے میں تکلیف ہو اس کو دور کر کے اس کے بدلے آسان صورت پیش کرتے ہیں تا کہ امت محمدیہ کے لیے آسانی ہو۔

تیمّم کے لئے زمین اس واسطے خاص کی گئی ہے کہ زمین کہیں بھی ناپید نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر جگہ ملتی ہے تو اس وجہ سے تیمّم کے لیے زمین مقرر کی گئی ہے۔

منہ کو خاک آلود بنانا کسر نفسی وانکساری و عاجزی پر دلالت کرتا ہے اور یہ بات خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ سو تیمّم مٹی استعمال کرنے میں یہ خاکساری اور ذلت پائی جاتی ہے اللہ سے معافی مانگنے کے لیے عاجزی کرنا مناسب ہے یہی وجہ ہے کہ سجدہ کرنے میں اپنے منہ کو مٹی سے نہ بچانا پسندیدہ اور مستحب ٹھہرایا گیا۔

حیض سے غسل کا حکم عقلِ انسانی کے موافق:

جس گندگی سے بار بار جسم آلودہ ہو اس سے نفس انسانی ناپاک ہوجاتا ہے دوسرا خون جاری ہونے سے جسم کے لطیف پٹھے کمزور ہوجاتے ہیں اور جب غسل کیا جائے تو ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور پٹھے تر و تازہ ہوجاتے ہیں اور ان میں وہی قوت دوبارہ واپس آجاتی ہے۔ جنابت اور حیض دونوں ایسی حالتیں ہیں جن کو قربِ الٰہی کے ساتھ منافات ہیں اور نماز و قرآن کریم کا پڑھنا خدا سے ہم کلام ہونے کا مرتبہ ہے، اور خدا کے ہم کلامی کے شرف سے انسان جب ہی مشرف ہوسکتا ہے کہ ہر قسم کی نجاستوں اور گندگیوں سے پاک ہو کیونکہ اللہ پاک ہے اور اللہ کو ناپاکی سے نفرت ہے۔

جنابت سے غسل کا حکم عقلِ انسانی کے موافق:

مَنی (وہ پانی جو انسان کے ذکر (عضو مخصوصہ) سے شہوت کے وقت نکلتی ہے) انسان کے سارے بدن کا نچوڑ ہوتا ہے جو بدن سے رواں ہو کر بالآخر پشت کے راستہ سے نیچے آتی اور عضو تناسل سے خارج ہوتی ہے اس کے نکلنے سے بدن کمزور ہو جاتا ہے۔

جنابت سے جسم میں گرانی کاہلی و کمزوری وغفلت پیدا ہو جاتی ہے اور غسل کرنے سے دل میں قوت ونشاط وسرور اور بدن میں چستی پیدا ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ غسل جنابت کے بعد مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا اپنے اوپر سے ایک پہاڑ اُتار دیا یہ ایسا عمل ہے جس کو ہر ایک سلیم الطبع اور صحیح فطرت والا جانتا ہے۔ جنابت سے انسان کو فرشتوں سے دوری پیدا ہوتی ہے اور جب غسل کرتا ہے تو وہ دوری ختم ہو جاتی ہے اس لئے بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح آسمان کی طرف چڑھتی ہے اگر پاک ہو تو اس کو بارگاہ الٰہی میں سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور اگر جنابت میں ہو تو اس کو سجدہ کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ یہی جہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جنبی جب سونے لگے تو وضو کر لے۔

مَنی کے نکلنے سے بدن کے تمام مسامات کُھل جاتے ہیں اور کبھی ان سے پسینہ نکلتا ہے اور پسینہ کے ساتھ اندرونی حصہ بدن کے گندے مواد بھی خارج ہوتے ہیں جو جسم کے باہر حصے کے مسامات پر آکر ٹھر جاتے ہیں اگر ان کو دھویا نہ جائے تو خطرناک امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا غسل کرنے سے عقلی اعتبار سے بھی فائدہ ہے اس وجہ سے شریعت نے غسل واجب ہونے پر پورے بدن کو دھونا لازمی قرار دے دیا۔

تعظیمِ کعبہ کا حکم عقلِ انسانی کے موافق:

خانہ کعبہ اللہ رب العزت کے شعائر میں سے ہے۔ پس خانہ کعبہ کی تعظیم اللہ رب العزت کی

تعظیم ہے اوراس میں کمی اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں کمی ہے انسانی ضرورت کی وجہ سے پیشاب اور جماع کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ اور چہرہ نہیں کرنا چاہیے دنیا کا دستور ہے کہ جو قصداً بے ادبی کرتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہو جائے وہ خود بھی پریشان رہتا ہے اور اور دوسروں کے لیے پریشانی کا سبب بنتا رہتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

موزے پر مسح کی مقدار کا حکم عقلِ انسانی کے موافق:

ایک دن رات کی ایسی مدت ہے کہ اس کا انتظام ہو سکتا ہے اور تین دن رات کی مدت بھی ایسی ہی ہے کہ اس کا انتظام بھی ہو سکتا ہے یہ دونوں مدتیں مقیم و مسافر کے لیے سہولت پیدا کرنے کے لیے مناسب تقسیم کی گئی ہیں۔

کتے اور بلی کے جھوٹے کے حکم میں فرق:

(1) کتا ایک ملعون جانور ہے جس سے فرشتے نفرت کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ کتا شیطان سے بہت مشابہت رکھتا ہے کیونکہ اس کی فطرت میں غصہ، ولعب اور گندگی سے آلودہ رہنا اور لوگوں کو ایذا دینا، اور اور شیطانی الہام کو قبول کرنا پایا جاتا ہے اور کتے میں درندگی غالب ہوتی ہے اس وجہ سے کتے کا پس خوردہ ناپاک ہے۔

(2) کتا جو چیز کھاتا ہے اس کے ساتھ اس کا منہ آلودہ ہو جائے تو منہ کو صاف نہیں کرتا بخلاف بلی کے کہ وہ اپنے منہ کو پونچھ کر چاٹ کر صاف کر لیتی ہے۔ بلی شور اور تکلیف کے بغیر خاموشی سے گھومنے والی ہوتی ہے اس سے تکلیف کا خطرہ کم ہوتا ہے اس وجہ سے بلی کا پس خوردہ ناپاک سے کم ہو کر مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

عبادات کے لئے اوقاتِ مخصوصہ ہونے کی حکمت:

نماز کے لئے وقت کا مقرر کرنا ضروری ہے کیونکہ وقت کے مقرر کرنے سے انسانوں کے دِلوں میں وقت آنے پر نماز کی طرف توجہ اور دھیان رہتا ہے نماز کے اوقات مقرر ہونے کی وجہ سے کوئی آدمی اپنے رائے سے دخل اندازی نہیں دے سکتا ہے ورنہ کوئی کہتا کہ سب نمازیں صبح پڑھنی ہیں پھر دن کو کام کریں گے بعض لوگ کہتے کہ سب نمازیں رات کو پڑھیں گے مسجد میں ہمیشہ جھگڑا رہتا۔

نماز میں استقبال خانہ کعبہ کی حکمت:

پانچوں جماعتوں میں ایک محلّہ کے لوگوں کا اتفاق، واجتماع اور جمعہ میں ایک شہر کے لوگوں کا اتفاق، واجتماع اور حج میں تمام جہان کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور چونکہ تمام جہان کے لوگوں کا ایک ہی مکان میں ہر وقت جمع ہونا مشکل ہے تو اس مکان کی طرف کو اس مکان کے قائم مقام کر کے نماز میں اس کے استقبال کا حکم ہوا تاکہ لوگ میں اتفاق قائم رہے اگر جہت (طرف) مقرر نہ ہوتی تو امت تقسیم ہو جاتی اور نقصان ہوتا۔ اگر کوئی شخص کسی تخت نشین بادشاہ کے تخت کی طرف جھک کر سلام کرے تو وہ صاحب تخت کو (بادشاہ) ہوتا ہے خود تخت کو نہیں چنانچہ لفظ بیت اللہ اس جانب اشارہ بھی ہے کہ خانہ مقصود نہیں بلکہ صاحب خانہ مقصود ہے (اللہ)۔

نماز کے لئے طہارتِ مکان اور لباس کی حکمت:

لباس کی صفائی اور مکان کی ستھرائی بادشاہوں کو پسند ہوتی ہے ایسے ہی اس خالق الکل واحکم الحاکمین ومالک الملک پاک ذات کو پاکیزگی اور ستھرائی لباس اور مکان کی صفائی اللہ کو پسند ہے اور دل کیونکہ وہ پاک ہے اور پاکی کو چاہتا ہے۔

نماز میں آداب دربارِ خداوندی کی حکمت:

جب ایک بندہ دنیاوی بادشاہ وحاکم کے دربار میں جاتا ہے تو اس کی موجودگی میں آدمی نہ

ادھرادھر دیکھتا ہے نہ کسی اور سے گفتگو کرتا ہے نہ ہی کوئی اور نامناسب کام کرتا ہے جب دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں ادھر اُدھر دیکھنا جائز اور مناسب نہیں ہے تو احکم الحاکمین کے دربار میں ایسے کام کب جائز ہو سکتے ہیں۔

خدا کی عظمت کے خیال کرنے کے بعد جو اپنے نفس کی تحقیر کرنا چاہتا ہے اگر ہے تو شہنشاہ کے سامنے جھکے جس کو اصطلاحِ اسلام میں رکوع کہتے ہیں اس کا سر اور منہ جو کہ محلِ عزت سمجھے جاتے ہیں زمین پر رکھے اور ناک اس کے خاک آستانہ پر رگڑے، اس کو اسلام میں سجدہ کہتے ہیں۔ انسان کے بدن میں سب سے قیمتی حصہ انسان کا سر ہے عاجزی کی انتہاء یہ ہے کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے اس پر بہت زیادہ قرب ملتا ہے۔

نماز میں خفیہ اور جہری قرأت کی حکمت:

اس طرح ظہر وعصر کی نمازوں میں قرآن کے آہستہ پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں بازاروں اور گھروں کے اندر شور وشغب رہتا ہے دلوں کو فراغت کم ہوتی ہے دل دنیاوی کاموں اور تعلیم میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بات پر خوب توجہ نہیں جمتی اس لئے ان وقتوں میں قرأت میں جہر نہیں مقرر ہوا۔ دنیاوی مسائل میں مصروف ہونے کی وجہ سے قرآن شریف کو سننے یا سنانے میں دلچسپی کم ہوتی ہے اس لئے خاموش قرأت مقرر کی گئیں۔

مغرب وعشاء وفجر میں لوگ اکثر دنیاوی کاموں میں مصروف نہیں ہوتے ہیں خاموشی ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو سکون و آرام ملتا ہے لہٰذا ایسے اوقات کی قرأت دلوں میں اثر زیادہ کرتی ہے۔ یہ تجربہ بھی ہے کہ خوش الحان آدمیوں اور پرندوں وغیرہ کی آواز دن کی بہ نسبت رات کو دلوں کو زیادہ اچھی اور خوش گوار معلوم ہوتی ہے لہٰذا ان اوقات میں بلند آواز سے قرأت پڑھنی مقرر ہوئی جس میں زیادہ فائدہ ہے اور محبت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

نماز جمعہ وعیدین میں جہری قرأت کی حکمت:

جب دن کے وقت کوئی ایسی نماز پیش آجائے جو نماز کے علاوہ تبلیغِ اسلام، و تعلیم ، و وعظ وتربیت اور تلقین کے لئے مقرر کی گئی ہو تو وہاں قرأت دن میں جہر یعنی آواز سے پڑھنی مقرر ہوئی ہے مثلاً جمعہ وعیدین نمازوں میں قرأت جہری پڑھی جاتی ہے کیونکہ ان وقتوں میں قرأت کا جہر سے پڑھنا لوگوں کے جمع ہونے کے مقصود کو مفید بناتا ہے کیونکہ ایسے اجتماع کا موقع دیر کے بعد ملتا ہے ایسے دعوت چلانا اور لوگوں کو مسئلے مسائل بتانا رسالت کے عظیم مقاصد میں سے بڑا مقصد ہے جمعہ اور عیدین میں لوگوں کو وعظ سننے کا موقع ملتا ہے اور لوگ جمعہ اور عیدین کے لیے تمام کام چھوڑ دیتے ہیں اور نماز میں ضرور شرکت کرتے ہیں۔

سلام کے ساتھ اختتامِ نماز کی حکمت:

دائیں بائیں سلام پھیرنے میں اشارہ ہے کہ وقت نماز میں گویا میں اس عالم سے باہر چلا گیا تھا اور ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو کر اس کی درگاہ میں پہنچ گیا تھا اس کے بعد اب پھر آیا ہوں دنیا کے رسم ورواج کے مطابق نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب کو سلام کرتا ہوں۔

جماعت نماز اور صف بندی کی حکمت:

نماز میں جو جماعت رکھی ہے اس سے قوم میں وحدت پیدا ہوتی ہے۔

نماز کے لیے سترہ کی حکمت:

نماز اللہ کے سامنے حاضری ہے اور نماز شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے چونکہ نماز اس حالت کے ساتھ تشبیہ مراد ہے کہ جب غلام کا اپنے مولا کے سامنے سکون اور خاموشی کے ساتھ خدمت کے لئے کھڑا ہونے کا وقت ہوتا ہے اس واسطے نماز کی ایک تعظیم یہ بھی مقرر کی گئی ہے کہ کوئی گزرنے والا نمازی کے سامنے ہو کر نہ گزرے کیونکہ آقا اور اس کے غلاموں کے درمیان سے گزرنا سخت

بے ادبی ہے۔

نمازعیدین کے لئے اذان واقامت مشروع نہ ہونے کی حکمت:

چونکہ روز عید میں لوگوں کو عید پڑھنے کے لئے اسلام کے داعی بکثرت موجود ہوتے ہیں اور تکبیر وتحمید وتہلیل جو کہ یوم عید میں مشروع ہیں کہ غافل آگاہ ہوجاؤ لہٰذا حکم اذان واقامت ساقط ہوئے۔

پیغمبر خدا کے شعائر الٰہی میں سے ہونے کی حکمت:

پیغمبر خدا ﷺ شعائر اللہ میں سے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں دنیا کے عارضی بادشاہوں کے قاصد ہوتے ہیں جو بادشاہ اپنی رعایا کی طرف بھیجتے ہیں قاصد کا احترام حقیقت میں بادشاہ کا عزت واحترام ہے پس پیغمبر کی تعظیم بھی درحقیقت اللہ کی تعظیم ہے پیغمبر کی عزت واحترام یہ ہے کہ ان کی سنتوں اور احکام پر عمل کیا جائے۔

دینِ اسلام ایک توحیدی دین:

''عرب میں آنحضرت ﷺ نے جس توحیدی دین کی بنیاد ڈالی تھی، آگے چل کر اس نے ساری دنیا کو اپنی شفقت کے سایہ میں لے لیا۔ اسلام تمام مذاہب عالم میں آسان اور واضح ترین مذہب ہے، اس کی تعلیمات میں کوئی پیچیدگی نہیں، کوئی عقیدہ خلافِ عقل نہیں ہے۔

☆ پیغمبر اسلام ﷺ نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ میں تمہاری طرح ایک بندہ بشر ہوں، مجھے اللہ نے اپنا دین تم تک پہنچانے کے لئے منتخب فرمالیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ ایک تاریخی شخصیت ہیں، جن کی سیرت اور سوانح عمری ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے، دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کا آغاز تاریخ کی روشنی میں ہوا۔

میت پر نماز جنازہ پڑھنے کی حکمت:

عقل کا تقاضہ ہے کہ جب کسی انسان کو بہت سے آدمیوں کا گروہ کسی عالیشان حاکم کے آگے لے جا کر اس کے لئے سفارش کریں وراس کی معافی کی درخواست کریں اوراس کے لیے گڑگڑا کر التجا کریں تو بالا آخر اس کا قصور معاف ہو جاتا ہے یہی نماز جنازہ کا راز ہے یعنی نماز جنازہ میں سفارش ہوتی ہے مسلمانوں کی ایک جماعت مردے کی سفارش کرتی ہے پھر مغفرت اللہ رب العزت سے مُردے کے لیے معافی مانگی جاتی ہے دنیا کا دستور ہے کہ لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کی سفارش رَد نہیں کی جاتی۔

ماتم کی ممانعت کی حکمت:

چونکہ میت کے گھر والے بمنزلہ مریض کے ہو جاتے ہیں ان کے مرض کا علاج کرنا چاہئے نہ یہ کہ ان کے مرض کو اور بڑھایا جائے، پسماندہ گان کو رونے کی بجائے صبر کی تلقین کرنی چاہیے۔

مصیبت کے وقت حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ شکر ہے مصیبت تو آ گئی آپ اس سے بڑی مصیبت بھی لا سکتے تھے دوسری بات کہ مصیبت تو آ گئی لیکن ایمان سلامت ہے۔

نماز جنازہ وصدقہ خیرات سے میت کو فائدہ:

دنیا میں سفارش کرنے اور تاوان دینے کے سبب مجرموں سے عذاب ٹل جانے اور دور ہونے کے مشاہدہ وتجربہ میں بات آئی ہے ایسا ہی گناہگار میت کے لیے دعا ونماز جنازہ صدقات مالیہ فائدہ مند ہوتے ہیں۔

مُردہ کو کافور لگانے کی حکمت:

مُردہ کو کافور لگایا جائے کہ وہ لاش جلدی نہیں بگڑتی اور کوئی موذی جانور اس کے قریب نہیں آتا۔

کافور کی بُو سے قبر کے کیڑے جو طبعی طور پر زمین میں پیدا ہو جاتے ہیں وہ بھاگ جاتے ہیں البتہ جو اعمالِ بد کے باعث کیڑے سانپ بچھو وغیرہ مُردہ کو قبر میں کاٹنے کے لئے پیدا ہو جائیں وہ نہ کسی چیز

سے ڈرتے ہیں اور نہ بھاگتے ہیں۔

زکوٰۃ کی حکمت:

اس میں اعلیٰ درجے کی ہمدردی سکھائی گئی ہے اس طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں جس شخص میں ہمدردی بنی نوع انسان نہیں وہ کامل انسان نہیں ہے اپنے اندر دوسرے لوگوں کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنا ضروری ہے اور وہ اصلاح غرباء بنی نوع انسان کو مال دینے سے ہوتی ہے۔
شہر کے اندر بالضرور ہر قسم کے لوگ ناتواں اور حاجت مند وغیرہ ہوتے ہیں اگر امیر لوگ غریبوں کا خیال نہیں کریں گے تو زمین میں فساد برپا ہو جائے گا لوگ چوری اور ڈکیتی کریں گے۔

ہر چیز میں خاص نصاب پر زکوٰۃ واجب ہونے کی حکمت:

زکوٰۃ کے لئے نصاب مقرر ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ اگر ہر طرح کے مال کی مقدار مقرر نہ ہوتی تو انتظام وانضباط نہ ہوتا اس لئے تو نصاب مقرر ہوا لیکن اگر ہر ایک کی رائے پر چھوڑا ہوتا اور مقدار مقرر نہ ہوتی تو جن اشخاص کو زیادہ زکوٰۃ دینی پڑتی وہ حرص مال کے باعث بہت تھوڑی زکوٰۃ دیتے اور اس سے غرباء ومساکین کی حاجت پوری نہ ہوتیں غریب لوگوں مسائل حل نہ ہونے سے جس کا اثر امیر لوگوں پر بھی پڑتا غریب لوگ امیروں پر حملہ کرتے۔

حقیقتِ نصاب زکوٰۃ اور زراعت:

جن کھیتوں نے بارش وچشموں کے پانی سے پرورش پائی ہے ان پر دسواں حصہ واجب ہے اور جن کھیتوں کو نہر وغیرہ سے پانی دیا جاتا ہے ان پر بیسواں ہے کیونکہ جن میں محنت کم ہوتی ہے اور پیداوار زیادہ ہوتی ہے ان پر لگان زیادہ ہونا چاہئے اور جس میں محنت زیادہ ہے اور پیداوار کم ہے اس کی لگان میں تخفیف مناسب ہے۔

خاندانِ نبوی ﷺ کے لیے حرمت زکوٰۃ کی حکمت:

اگر آنحضرت ﷺ خود بنفسِ نفیس صدقہ لیتے اور اپنے عزیزوں کے لئے تجویز فرماتے تو اس بات کا احتمال ہوتا کہ لوگ آپ ﷺ سے بدگمان ہوتے اور آپ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل فضول ہوتیں اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس دروازہ کو بالکل بند کردیا تاکہ کسی کو بات کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اپنے اہل وعیال پر زکوٰۃ لینا بند کیا ہے۔ اس سے امت کے بڑوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ بہت احتیاط کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔

روزہ مقرر ہونے کی حکمت:

روزہ رکھنے سے انسان کی اپنی عاجزی ومسکنت اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی شانِ عظمت پر نظر پڑتی ہے۔ بھوکا ہونے کی وجہ سے درندگی سے دوری ہوتی ہے۔ اللہ کے فرشتوں سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ انسانی ہمدردی کا دل میں جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزہ مؤجب صحت جسم وروح ہے چنانچہ کم کھانا پینا ڈاکٹروں نے جسم کی صحت کے لئے اور صوفیائے کرام نے صفائی دل کے لئے مفید لکھا ہے۔

ماہ رمضان میں روزے کی خصوصیت:

ماہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا اس لئے اس میں روزہ رکھنے سے اصل غرض جو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ میں مذکور ہے بوجہ اکمل حاصل ہوتی ہے ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ ایک مہینہ روزہ رکھنے سے جسم سے زائد چربی پگھل جاتی ہے ایک مہینہ مقرر کرنے سے اسلام نظم ونسق کی تعلیم دیتا ہے۔

قطبین میں روزے کی حکمت:

قطبین پر چھ چھ مہینے کی رات دن ہوتے ہیں پس جہاں رات چھ ماہ کی اور دن بھی چھ ماہ کا ہو وہاں روزہ رکھنے کا کیا انتظام ہوگا۔ کسی انسان کی اتنی طاقت ووسعت نہیں کہ اتنے بڑے دن یعنی چھ

ماہ کا روزہ رکھ سکے اور چھ ماہ تک غروب آفتاب کا انتظار کرے اور بھوکا پیاسا رہے مثلاً گرین لینڈ جو جائے وہاں اس کے روزے کا انتظام ہو۔ جہاں رمضان موجود ہی نہیں ہے وہاں روزہ بھی نہیں ایسے مقامات پر یہی حال نماز کا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں؛ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا بے شک نماز مؤمنین پر اپنے اوقات پر فرض کی گئی ہے۔تو جہاں یہ اوقات نہیں وہاں عبادت موقتہ بھی نہیں قطبین پر بنی آدم کے علاوہ دوسرے حیوانات کی آبادی تھی بوجہ انجماد برف وآب برودت قریباً ناممکن نظر آتی ہے اس لئے جہاں خدا نے بنی آدم کی آبادی ہی نہیں رکھی وہاں روزہ کا تعین بھی نہیں ہوا۔

عقل کی نظر میں خوب سوچو کہ بادشاہی احکام کا نفاذ اجرا وہاں ہی ہوتا ہے جہاں اس کی رعیت ہو اور جہاں اس کی رعیت ہی نہ ہو وہاں احکام کا اجراء ہی نہیں ہوتا۔

صدقۂ فطر کی حکمت:

اغنیاء لوگوں کے گھروں میں تو اس روز عید ہوتی ہے اچھے کھانے اور اچھے کپڑے پہنے ہوتے ہیں مسکین اور غریب لوگوں کے گھروں میں غربت کی وجہ سے یہ شان نہیں ہوتی۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے امیر لوگوں کو مخلوق خدا پر شفقت کرنے کے لیے یہ لازم ٹھہرایا کہ مساکین لوگوں کو نماز عید سے پہلے صدقۃ الفطر دے دیں تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ عید خوشی کے ساتھ گزاریں۔

عیدالفطر کی حکمت:

ہر قوم میں کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس میں عام طور سے خوشی منائی جاتی ہے بہت عمدہ لباس پہنا جاتا ہے اور عمدہ کھانے کھائے جاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے؛ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدٌ وَهٰذَا عِیْدُنَا

ترجمہ: ہر قوم کے لیے ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہمارے لیے عید ہے۔دوسری قوم والے اس دن

پر فحاشی پھیلاتے ہیں اور امیر مسلمان اس دن دوسرے غریب مسلمانوں کے ساتھ تعاون کر کے خوشیوں میں شریک کرتے ہیں۔

قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کی حکمت:

اگر ساری گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں ساری دنیا کی زمین بھی ان کے چارے کے لئے کافی نہ ہوگی۔ آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا جبکہ یہ نظام قدرت موجود ہے تو ذبح کرنا اور اس سے انسان کی دوسری ضروریات کھانے پینے وغیرہ کی پوری ہوتی ہیں۔

ذبح انسان ناجائز ہونے کی حکمت:

انسان کے ساتھ اوروں کے بھی حقوق ہیں کسی کی پرورش ہے کسی کا کچھ اور کسی کا کچھ۔ الغرض انسان کا قتل اس لئے جائز نہیں ہوا کہ انسان کے ساتھ دوسرے لوگوں کے بہت سارے حقوق وابستہ ہوتے ہیں اگر انسان کو قتل کیا جاتا تو بہت سارے لوگوں کے حقوق ضائع ہوجاتے ہیں تو دکھ اور پریشانی کا سبب بن جاتے تو فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ ہوتا۔

طواف کعبہ وحج کی حکمت:

محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے ہر عاشق چاہتا ہے کہ محبوب سے ملاقات ہو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات مشکل ہے اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے عشاق کے لئے بیت اللہ شریف نازل کیا کہ حاجی بیت اللہ شریف آکر اپنے عشق ومحبت کا اظہار کریں۔ پس اسی خانہ کعبہ میں جسمانی طور پر عشاق کے لئے ایک نمونہ بنا دیا گیا ہے سو حج کرنے والے حج کے مقام پر جسمانی طور پر بھی صورت بنا کر بیت اللہ کے گرد گھومتے ہیں کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ وار مست ہیں ،زیب و زینت دور کر دیتے ہیں، سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں۔

ہر سلطنت میں اپنے والوں کو ہمیشہ ایک دربار کی ضرورت ہوتی ہے جس میں مل کر لوگ ایک دوسرے سے اپنا تعارف کراتے ہیں اسلام میں حج ہے جس میں پوری دنیا سے مسلمان آ کر ایک دوسرے سے ملیں اور ایک دوسرے سے مستفید بھی ہوں۔

امیروں پر حج واجب ہونے کی حکمت:

مال و دولت کی وجہ سے امیر لوگ آرام و سہولت کے عادی بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے نیک اعمال میں سستی شروع کرتے ہیں اور مال کی کثرت سے عیش و عشرت اور تکبر و فخر جیسے خطرناک امراض میں مبتلا ہونا شروع ہو جاتے ہیں امیر لوگوں پر حج فرض کر کے اصلاح کا ایک طریقہ بھی ہے کہ دور دراز کا سفر سردی اور گرمی برداشت کرنا دوست واحباب ، بیوی و بچوں آرام و راحت کو چھوڑ کر نفس کی خوب اصلاح ہوتی ہیں اور نیک اعمال کی طرف نفس راغب ہو جاتا ہے اور دوسری طرف بیت اللہ کی عظمت کو دیکھ کر تکبر اور فخر کی اصلاح ہوتی ہے۔

احرام میں دو چادروں پر کفایت کی حکمت:

امراء کے ساتھ جن پر کہ حج فرض ہے اور کچھ لوگ غرباء میں سے عشق الٰہی کے مجبور کئے ہوئے بھی پہنچیں۔ اس لئے اسلام نے بغرض کمالِ اتحاد اہل اسلام تجویز فرمایا کہ سب سادہ دو چادروں پر اکتفا کر کے امیر و غریب یکساں ننگے سر سے کریں، بالکل سادہ اور اتحاد کامل درجہ پر پہنچے۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کی حکمت:

صفا و مروہ کے درمیان جو کہ خانۂ کعبہ کا چوک ہے سعی کرنی ایسا ہے کہ جیسے غلام اپنے بادشاہ کے محل کے چوک میں بار بار آتا جاتا ہو اس خیال سے کہ خدمت میں اپنا خلوص ظاہر کرے تاکہ نظر رحمت سے سرفراز ہو اس امید سے کہ اول دفعہ رحم نہ کرے گا تو دوسری بار میں رحم کرے گا اسی طرح سعی والا کرتا ہے۔

کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کی حکمت:

اس میں اتفاق و اتحاد قومی کا فائدہ ہے۔ خانہ کعبہ کو اسلام والے بیت اللہ کہتے ہیں کوئی شخص کسی کے مکان کو جاتا ہے تو اس کا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے کسی تخت نشین بادشاہ کے آداب و نیاز اس کے تخت کے آداب نہیں ہوا کرتے۔

میقات پر احرام باندھنے اور لبیک کہنے کی حکمت:

مکہ سے پہلے احرام باندھیں پھر اگر اس بات کا حکم دیا جاتا کہ اپنے اپنے شہروں سے احرام باندھ کر آیا کریں تو ظاہر ہے کہ اس میں کس قدر تکلیف تھی دنیا کے بادشاہوں کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور اللہ رب العزت نے اپنے دروازے پر گیٹ وے Gate way بنا دیے ہیں۔

منیٰ میں اترنے کی حکمت:

منیٰ ایام جاہلیت کے بازاروں میں عکاظ مجنہ اور ذی المجاز وغیرہ کی طرح ایک عظیم الشان بازار تھا۔ مکہ کے اندر اس انبوہ کثیر کے رہنے کی گنجائش بھی نہیں تھی لہٰذا اگر ہر قسم کے لوگ منیٰ جیسی پُر فضا و کشادہ ہوا میں اترنے میں متفق نہ ہوتے تو بڑی تکلیف ہوتی۔

رمی کی حکمت:

رمی جمار یعنی کنکریاں پھینکنے میں یہ قصد کرے کہ غلامی اور بندگی ظاہر کرنے کے لئے اللہ کے حکم کو پورا کرنا ہے۔

حالت احرام میں اپنی عورت سے جماع کرنے سے حج فاسد ہونے کی حکمت:

حج میں عاشقانہ طرز وضع اختیار کی جاتی ہے۔ معشوق حقیقی کے سوائے تمام لذات کو میں نے ترک کر دیا۔ حج میں ایسے امور جائز ہوتے تو افعالِ حج ایک کھیل سا ہوتا۔

تعداد ازدواج کی حکمت:

ہر سال دنیا کے کسی نہ کسی کونے میں مردوں کی جانیں لڑائیوں میں ضائع ہو جاتی ہیں حالانکہ عورتیں تقریباً محفوظ رہتی ہیں اس سے مردوں کی تعداد میں کمی ہو کر عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔اب یہ عورتیں جو مردوں کی تعداد سے زیادہ ہوں گی تعداد ازدواج کے سوا اور کوئی ایسی راہ نہیں جوان ضروریات کو پورا کر سکے ورنہ عورتیں زیادہ ہو کر اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے باہر نکلتی، نازک بدن ہونے کی وجہ سے عورت کو مزدوری کرتے ہوئے زیادہ تکلیف ہوتی اس تکلیف سے بچنے کے لئے شریعت نے ایک مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔

نکاح میں تعینِ مہر کی حکمت:

نکاح کی عظمت کے بغیر مال جو کہ شرم گاہ کا بدلہ ہوتا ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کو جس قدر مال کی حرص ہے اور کسی چیز کی نہیں لہٰذا اس کے خرچ کرنے سے ایک چیز کا مہتمم بالشان ہونا معلوم ہوسکتا ہے۔

تعینِ ولیمہ کی حکمت:

ولیمہ سے نکاح کی شہرت ہوتی ہے کہ فلاں بیوی سے ملاپ کرنا چاہتا ہے اس نکاح کی اشاعت اس لئے ضروری ہے تا کہ نسب میں کسی کو وہم کرنے کی گنجائش بھی نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس عورت کے ساتھ جائز تعلق ثابت ہو جائے، اس لئے شادی میں ولیمہ سنت ہے۔

نکاح میں تقرر گواہ واعلان کی حکمت:

سب انبیاء و آئمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نکاح کو شہرت دی جائے تا کہ حاضرین کے سامنے اس میں اور زنا میں تمیز ہو جائے لہٰذا گواہ بھی مقرر ہوئے۔من جملہ اس مصلحت کے ایک یہ ہے کہ عقیقہ میں اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔

ساتویں روز تعین عقیقہ اور نام رکھنے کی حکمت:

عقیقہ میں ساتویں روز کی تخصیص اس لئے ہے کہ ولادت وعقیقہ میں کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے کیونکہ سب کنبہ اس زچہ بچہ کی خبر گیری میں اول مصروف رہتے ہیں نیز بہت سے لوگوں کو اس وقت بکرے دستیاب نہیں ہوسکتے بلکہ تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے اگر پہلے روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو تکلیف ہو ساتویں روز نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ نام رکھنے میں بھی مہلت چاہئے تا کہ خوب غور وتدبر کرکے اچھا نام رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ عجلت کے سبب کوئی خراب نام مقرر کردیں اور بعد میں لوگ بچے کو عار دلائیں کہ تمہارا نام اچھا نہیں ہے۔

عورت کے نکاح میں اجازت ولی کی حکمت:

یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح میں عورتوں کو حکم کرنا روا نہیں کیونکہ وہ ناقصات العقل ہوتی ہیں، بسا اوقات مصلحت کی طرف ان کو رہبری نہ ہوسکے گی دوسری وجہ یہ ہے کہ غالبًا وہ حسب کی حفاظت نہ کریں گی اور بسا اوقات ان کو غیر کفو کی طرف رغبت پیدا ہوسکتی ہے اور اس میں قوم کی عار ہے یہ بات واجبات سے ہے کہ نکاح کو زنا کے ساتھ شہرت سے امتیاز ہو اور شہرت کی بہتر صورت یہ ہے کہ عورت کے اولیاء نکاح میں موجود ہوں۔

مرد پر بعض اہل قرابت عورتوں کے حرام ہونے کی حکمت:

جب اقارب خود ایسی قرابت والی عورت سے نکاح کرلیا کرتے تو کوئی شخص عورتوں کی طرف سے ان اقارب سے حقوق زوجیت کا مطالبہ کرنے والا نہ ہوتا اس طرح دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے کیونکہ ان میں سوکن بننے کی وجہ سے حسد پیدا ہوگی جس سے قطع رحم ہوگا دونوں کے تعلق میں فرق آئے گا اور رشتہ داری کٹ جائے گی۔

مسلمان مرد کا نکاح کسی یہودن وعیسائن سے اس لئے جائز ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرد کو غالب اور عورت کو مغلوب قرار دیا ہے تو ایسے نکاح سے یہ صورت ہوگی کہ توحید کے نقشہ کو بالا اور غالب اور شرک

وکفر کو پست ومغلوب کر کے دکھایا گیا چونکہ مرد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اس لئے عورتیں خواہ یہودی ہو یا عیسائی وہ اکثر مسلمان ہوجاتی ہیں مگر اس کے برعکس ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسلمہ عورت کا نکاح یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ کسی مجبوری کے سبب جائز ہوسکے وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نکاح جائز ہوتا تو یہ نقشہ یوں دکھائی دیتا کہ شرک بالا اور توحید پست ہوئی۔

عدتِ طلاق ایک حیض سے زیادہ ہونے کی حکمت:

طلاق دینے والے کے لئے لمبا زمانہ (تین حیض) مقرر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کہ مرد طلاق دینے سے نادم ہوکر عورت کی طرف رجوع کرسکے دوبارہ اس کو اپنی بیوی بنالے۔

حیض میں عورت سے حرمت جماع کی حکمت:

خداتعالیٰ نے حیض میں ملاپ سے منع فرمایا۔طب کی رو سے جو شخص حالت حیض میں عورت سے جماع کرے اس کو مندرجہ ذیل امراض لاحق ہونے کا احتمال ہے؛ جرب یعنی خارش، نامردی، سوزش یعنی جلن، جریان جذام اولا یعنی جو بچہ پیدا ہوتا اس کو جذام ہوتا ہے عورت کو ہمیشہ کے لئے خون جاری ہوجاتا ہے، رحم باہر کو لٹک آتا ہے۔بعض عورتوں کے لئے اکثر اوقات کچا حمل گر جانے کا باعث یہ بھی ہوتا ہے چونکہ حالت حیض میں جماع کرنے سے مذکورہ بالا امراض اور بھی دیگر عوارض پیدا ہوجاتے ہیں اس لئے خداتعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کر کے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمادیا۔

عورت کے لیے زیادہ خاوند ٹھہرانے کی ممانعت کی حکمت:

ایک ہی عورت اگر چند مردوں میں مشترک ہوتو بوجہ استحقاق قضائے حاجت اس صورت میں شائد ایک ہی وقت سب کو ضرورت ہوتو جھگڑے کا خطرہ زیادہ ہوگا اولاد پیدا ہونے کے بعد کس کا بیٹا ہوگا یہ فیصلہ بھی مشکل ہوگا بہت زیادہ فساد برپا ہونے کا خطرہ ہوگا اگر ایک مرد ہو اور زیادہ عورتیں ہوں تو جیسے ایک

کسان متعدد کھیتوں اور زمینوں میں تخم ریزی کرسکتا ہے ایسے ہی ایک مرد بھی متعدد عورتوں سے بچے پیدا کرواسکتا ہے۔

عورت کے اندر خدا تعالیٰ نے فطرۃً شرم وحیا کا وصف پیدا کیا ہے۔ مادہ حیا جو خدا تعالیٰ نے ان کی فطرت میں پیدا کیا ہے وہ ایک ہی خاوند کے لئے ہے کیونکہ کئی مَردوں سے تعلق رکھنے میں یہ حیا رہ نہیں سکتی۔

عورتوں کی تعداد مردوں سے اکثر زیادہ رہتی ہے عورتوں کا زیادہ ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایک مرد کے لئے کئی بیویاں ہوسکتی ہیں مگر اس کے برعکس مشکل نظر آتا ہے۔

مَردوں کو پروردگار نے عورت کی نسبت قوی اور زبردست پیدا کیا ہے اور عورت کو نازک اور ضعیف الاعضاء، لہٰذا اس سے ظاہر ہے کہ قوی کئی زیردستوں کو اپنے ماتحت رکھ سکتا ہے اور ایک کمزور کئی طاقت ور کو اپنے زیردست نہیں رکھ سکتا۔

قدرتی تعلق کی طرف غور کریں تو ایک عورت کے اگر سو خاوند بھی ہوں تو ایک حمل میں وہ ایک دو بچے سے زیادہ جن نہیں سکتی مگر ایک مرد چاہے جس قدر بیویاں وہ سب کو بچے پیدا کرنے کی طاقت دے سکتا ہے۔

عورت کے لئے ایک ہی خاوند ٹھہرانے کی حکمت:

خدا تعالیٰ نے مَردوں کو رسالت، نبوت، خلافت، بادشاہی اور امارت میں عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ مَردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا تاکہ وہ عورتوں کے مصالح اور ان کے معاش کے لئے چلتے پھرتے رہیں اور خطرناک مقامات میں وارد ہوں اور جنگلوں اور بیابانوں کو طے کریں، پس خدا تعالیٰ نے مَردوں کو وہ طاقتیں دی ہیں جو عورتوں کو نہیں دیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کئی عورتوں کو بھی رکھ سکتا ہے اور جب کہ عورت پر اس قدر بوجھ نہیں ڈالے گئے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان بوجھوں کے برداشت کی طاقت نہیں رکھتی اس لئے خدا تعالیٰ نے عورت کی فطرت کے مطابق ہر ایک عورت کے لئے ایک ہی خاوند تجویز فرمایا۔

حرمتِ خنزیر کی حکمت:

خنزیر نجاست کی طرف بہت مائل ہے خصوصاً انسان کا پیشاب اس کی خوراک ہے اس کا گوشت اسی نجاست سے پیدا ہوتا ہے پس اس کا گوشت کھانا گویا کہ انسان کا اپنی ہی گندگی کھانا ہے۔

نیز اس کے گوشت کھانے سے انسان پر فوراً مختلف امراض حملہ آور ہوتے ہیں۔

درندوں اور شکاری پرندوں کے حرام ہونے کی حکمت:

ان جانوروں کے کھانے سے انسان میں درندگی پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان جانوروں کے دِلوں میں رحم نہیں ہوتا ان کے کھانے سے ان ہی جیسی خصلت کھانے والے میں بھی پیدا ہوتی ہے۔شیر، بھیڑیا ،ریچھ، گیدڑ،لومڑی، نیولا،باز ، شاہین، چیل ،باشاوغیرہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ سب ذی ناب اور درندے جانور ہیں۔

حرمتِ مردار وخون کی حکمت:

مُردار کے اندر ایک خطرناک زہر ہوتا ہے جس کا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں ہوتا چنانچہ جتنی مُردار خور قومیں ہیں ان کی زبان اور عقل موٹی اور بَھدی ہوتی ہے۔لہٰذا مردار کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

خون کے اندر اس قسم کا زہر ہوتا ہے جس سے اعصاب کو تشنج اور فالج اور استرخاء ہو جاتا ہے۔

خنزیر و مردار خون کی حرمت کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ گندی چیزیں ہیں ان کے کھانے سے انسان کا ظاہر و باطن گندہ بن جاتا ہے۔جن جانوروں کا خون اندر ہی اندر رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا،خون اندر رہنے سے اپنی بدبو سے تمام گوشت کو خراب کرے گا۔نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئے ہیں مر کر ایک زہرناک بدبو بدن میں پھیلا دیں گے۔مردار کا اثر بد جسم پر،اور خون کا اثر بد روح پر،اور گوشت کا اثر بد اخلاق وعادات پر اور مذبوح باسم غیر اللہ کا اثر بد اعتقادات پر پڑتا ہے۔

کتے اور بلی کی حرمت کی حکمت:

کتا اور بلی دونوں درندے جانور ہیں اور حرام چیزیں کھاتے ہیں۔ کتا بُری صفتوں کی وجہ سے شیطان ہوتا ہے چنانچہ اس کو آنحضرت ﷺ نے شیطان فرمایا ہے پس اس کے کھانے والے کے اندر شیطان اور درندگی کے اثرات پیدا ہوتے ہیں چند بُرے اوصاف یہ ہیں کہ کتا خبیث ترین حیوانات میں سے ہے اس کی ہمت اس کے پیٹ سے آگے نہیں گزرتی، جب وہ چلتا ہے تو شدت حرص کی وجہ سے ناک زمین پر رکھ کر زمین کو سونگھتا جاتا ہے اور اپنے جسم کے سارے اعضاء کو چھوڑ کر ہمیشہ دبر کو سونگھتا ہے۔ نجاست کو بانسبت حلوہ کے بڑی رغبت سے کھاتا ہے، اس کی بد خُلقی میں سے ایک یہ امر بھی عجیب ہے کہ جب وہ خستہ حال اور پھٹے پرانے کپڑوں والے شخص کو دیکھتا ہے تو اسکو بھونکتا اور اس پر حملہ آور ہوتا ہے گویا اسکو حقیر سمجھتا ہے تکبر کی علامت ہے اور جب کسی پر وقار اور اچھے لباس والے اور بارغب شخصیت کو دیکھتا ہے تو اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔

کتا پالنے میں اس کے ساتھ زیادہ ساتھ رہنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی بُری صفات اس شخص پر اثر انداز ہوں گی اور چونکہ ان صفاتِ خبیثہ سے ملائکہ کو نفرت ہے تو اس شخص سے ملائکہ دوری اختیار کرتے ہیں چنانچہ وہ ایسے گھر میں بھی داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کتا ہو۔

گدھے اور خچر کی حرمت کی حکمت:

وہ حیوانات جو نجاستوں اور ناپاکیوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور ان میں رہتے ہیں اور وہی کھاتے ہیں مثلاً گدھا جو حماقت اور بیوقوفی میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ جو کوئی حماقت اور بیوقوفی کا کام کرتا ہے تو اس کو گدھے کا خطاب ملتا ہے پس اگر ایسے جانور کا گوشت کھائے تو بالضرور اس میں ذلت اور حماقت و بیوقوفی و بے تمیزی کا اثر آ جائے لہٰذا شریعت مطہرہ نے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حیوانات واشیاء محرمہ کی حرمت کی حکمت:

ایک چیز کا استعمال ایک وجہ سے حرام ہے تو دوسری وجہ سے حلال ہے دیکھو گدھے کا کھانا حرام ہے مگر اس پر سواری کرنا اور اس پر بوجھ لادنا حلال ہے۔ ایسے ہی تمام درندہ جانوروں کا کھانا حرام ہے مگر ان کے چمڑوں کی پوستین بنا کر پہننا حلال ہے۔ (ایک) یہ بھی حکمت ہے کہ یہ محرمات خدا تعالیٰ کی حدود ہیں۔ ایک بادشاہ کی حدود اور باڑ ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی باڑ اس کے محرمات ہیں پس اس میں بندوں کا امتحان بھی ہے کہ وہ کہاں تک اللہ کی حدود کی پابندی کرتا ہے۔

تمام وہ جانور جو حرام کئے گئے ہیں ان کی وجوہ ذیل ہیں؛

(1) خباثت وگندگی (2) درندگی یعنی ایسے جانوروں کے کھانے سے انسان درندہ بن جاتا ہے۔

(3) شیطانی امور سے مشابہت

(4) بعض جانور زہر دار ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

(5) بداخلاقی یعنی بعض جانوروں کے کھانے سے انسان بداخلاق بن جاتا ہے۔

(6) بداعتقادی کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں جیسے مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔

جانور کو حلق سے ذبح کرنے کی حکمت:

(1) جانوروں کو حلق سے اس لئے ذبح کیا جاتا ہے کہ مجمع خون کا دل اور جگر ہے، اور خون کو اس جگہ سے نکالنے کی نزدیک تر یہی راستہ ہے۔ کیونکہ خون دل اور جگر میں جمع ہوتا ہے۔

(2) اگر جانور کے بدن کا لہو کسی اور طرف سے نکالا جائے تو جانور دیر میں مرتا اور اس کو تکلیف بہت ہوتی ہے اور حلق سے ذبح کرنے سے جلدی مر جاتا ہے۔

(3) سانس کی آمدورفت کا یہی راستہ ہے۔

مچھلی وٹڈی کے بغیر ذبح کرنے سے حلت کی حکمت:

مچھلی اس وجہ سے ذبح نہیں کی جاتی کہ اس کے بدن کا اصلی مادہ پانی ہے اور پانی بالطبع پاک

اور پاک کرنے والا ہے۔پس جیسے کہ نجاست پانی میں اثر نہیں کرتی ایسا ہی پانی کے جانور کی روح جدا ہونے سے اس میں نجاست اثر نہ کرے گی اس وجہ سے ذبحہ کرنے کی حاجت نہیں ہے اور ٹڈی اس سبب سے ذبح نہیں کی جاتی کہ اس میں جاری خون نہیں ہے وہ بسبب ذاتی خباثت تمام دریائی جانور حرام ہیں بخلاف مچھلی ٹڈی کے کہ وہ ذاتی وعارضی خباثت سے پاک وسالم ہیں اسی واسطے ان دونوں کے لئے دریائی جانوروں سے استثناء ہے۔

ماکول اللحم جانوروں کے حلت کی حکمت:

سارے جانور دراصل مزاجِ انسانی کے موافق اور ستھرے ومعتدل المزاج ہوتے ہیں اس لئے حلال ٹھہرائے گئے ہیں۔انسان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ جیسا بنی آدم کی خوراک کا کچھ حصہ نباتات سے ہوتا ہے ایسا ہی کچھ حصہ اس کا حیوانات سے ہو اور اس کی خوراک کے لئے حیوانات بھی مقرر ہونے مناسب تھے جو اس کے مزاج کے موافق ہوں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

پانی میں پھونکنے کی ممانعت:

سانس تمام گندے بخارات لے کر باہر آتا ہے اور پانی میں سانس لیا جائے یا پانی میں پھونکا جائے تو ان سے متعلقہ بخارات سے پانی متاثر ہوجاتا ہے جو اندر سے باہر آتے ہیں اور اسی طرح سے وہی بخارات اندر چلے جاتے ہیں جس سے حدوثِ امراض کا خطرہ ہے۔مختلف قسم کے امراض پیدا ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے اس وجہ سے پانی میں پھونکنا منع ہے۔

حرمتِ شراب وقمار بازی کی حکمت:

چونکہ لوگوں کی معاش اور گھریلو زندگی اور شہری سیاست وانتظام عقل کے بغیر مکمل ہوسکتی ہیں شراب پینے کے بعد عقل کام نہیں کرتی جس کی وجہ سے تمام انسانی معاشرتی زندگی متاثر ہوسکتی ہے بسا اوقات لوگوں کی آپس میں محبتوں کی بجائے نفرتیں بڑھنی شروع ہوجائیں گی اور انسانی زندگی مفلوج ہو

جائے گی اس وجہ سے شراب کو حرام کیا گیا۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی حکمت:

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اس لئے مشروع ہے کہ اس عمل سے انسان جملہ امراض متعدیہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ہاتھ پر مختلف اشیاء کے جراثیم لگے رہتے ہیں دھونے کے بغیر وہ جراثیم کھانے میں شامل ہو جاتے ہیں جو مختلف امراض پیدا ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ مطلوب ہونے کی حکمت:

قتل میں دو گواہ پر اکتفا کرنا اور زنا میں چار گواہ مانگنا نہایت حکمت پر مبنی ہے۔ اگر قتل میں چار گواہ مطلوب ہوتے اگر قتل میں چار گواہ ضروری ہوتے کسی کو قتل کرنے کا منظر خوفناک ہوتا ہے اکثر لوگ وہاں سے بھاگ جاتے ہیں دو گواہ مشکل پیدا ہو جاتے ہیں چار گواہ کو تلاش کرنا قاتل کی مدد اور مظلوم کے ساتھ زیادتی ہوتی اس لئے شریعت نے دو گواہ مقرر کیے جبکہ زنا بے حیائی ہے بے حیائی کو چھپانا چاہیے اس وجہ سے اس کے لئے چار گواہ طلب کئے اور مقرر کئے پھر چار نہیں ملیں گے اور اس زنا کی تشہیر نہیں ہوگی۔

داڑھی رکھنے اور مونچھوں کے کٹوانے کی حکمت:

تمام انبیاء وصلحاء داڑھی رکھتے آئے ہیں اگر داڑھی منڈوانے میں کوئی مصلحت اور فائدہ ہوتا تو وہ سب سے پہلے منڈواتے یہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوئے ہیں اس وجہ سے ان لوگوں کے ساتھ عقل کی نعمت زیادہ ہوتی ہے دنیا کا دستور ہے سمجھدار لوگ اچھے کام کرتے ہیں اور پھر ایسے لوگ تمام دنیا کے لئے بہتری و بھلائی کا نمونہ بن کر آیا کرتے ہیں اور مونچھیں کٹوانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں میل بھر جاتی ہے اور میل کچیل میں آلودہ رہتی ہیں اور یہ بھی مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی ترشوانا بھی مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

شطرنج بازی، کبوتر، بٹیر بازی، پتنگ بازی، آتش بازی وغیرہ کی حرمت کی حکمت:

یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے بہت سے پیسے اور اوقات ان میں ضائع ہوجاتے ہیں۔ بسا اوقات پیشاب روکے بیٹھا رہتا ہے اور وہاں سے نہیں ہلتا۔ ایک بار نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا کہ ایک شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے جا رہا ہے اور آج کل پتنگ بازی کی وجہ سے بچے چھتوں سے گرِ جاتے ہیں آتش بازی سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے اور بعض اوقات لوگ اس پر جوّا بھی کھیلتے ہیں

مردوں کو سونا اور ریشم پہننے کے ممنوع ہونے کی حکمت:

سونے (زیور) پر لوگ فخر کرتے ہیں اگر مرد اور عورت سب زیورات پہننا شروع کریں تو لوگ زیادہ دنیا کمانے کے لئے محنت شروع کریں گے جو ایک دوسرے کے حقوق ضائع ہونے کا سبب بنے گا۔

تصویر رکھنے کی ممانعت کی حکمت:

اس سے بُت پرستی کا دروازہ کھلتا ہے۔

عذاب وثواب قبر پر اعتراضات اور حضرت ابن قیم جوزیؒ کے ان پر فلسفیانہ جوابات:

(1) انبیاء کرام نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جس کو محال جانیں اور وہ اس کے نہ ہونے پر یقینی حکم دیں بلکہ انبیاء کی خبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو وہ جس پر عقل اور فطرت گواہی دے دوسری وہ جن کو محض عقلیں دریافت نہ کرسکیں مثلاً غیب کی باتیں جو رسولوں نے عالم برزخ اور قیامت اور عذاب کے متعلق مفصل بیان فرمائی ہیں اور باقی ہر حال میں رسولوں کی خبریں از روئے عقول سلیمہ محال نہیں ہوتی ہیں پس قبر کے واقعات دوسری قسم کی خبر ہے جو عقلاً تو محال نہیں مگر وہاں تک عقل کی خود رسائی نہیں ہے وہ قرآن وحدیث کی محتاج ہے باقی جو شخص اس کو ناممکن سمجھتا ہے وہ محض اس شخص کا ایک خیال ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے کلام سے یہ مراد نہ سمجھی جائے جس کا آپ نے ارادہ نہ کیا ہو جو شخص آپ کی مراد سے اور طرف پھر گیا اور اس کے اقرار واقعی معنی سمجھنے میں غفلت اور کوتاہی کی تو وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو جائے گا اور خدا اور رسول کے کلام میں لوگوں کی غلط فہمیاں واقع ہونے سے اسلام میں بہت سے گمراہ اور بدعتی فرقے پیدا ہو گئے ہیں مثلاً قدریہ، ملحد، خارجی، معتزلہ، جہمیہ وغیرہ

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین مقام انسان کے لئے ٹھہرائے ہیں؛ دنیا، برزخ، دارلقرار اور ہر ایک مقام کے لئے علیحدہ علیحدہ کچھ احکام ٹھہرائے ہیں جو اسی سے مخصوص ہیں اور انسان کو بدن اور نفس سے مرکب کیا اور دنیا کے احکام بدنوں پر ٹھہرائے۔ اور خدا تعالیٰ نے برزخ کے احکام روحوں پر ٹھہرائے، اور جسموں کو روح کے تابع کیا۔ عالم برزخ میں جسم دکھوں اور سکھوں میں روح کے تابع ہو جاتا ہے اس دنیا میں بدن ظاہر ہے اور روح پوشیدہ اور عالم قبر میں روح ظاہر وغالب ہوگی اور بدن پوشیدہ اور برزخ کے احکام ارواح پر جاری ہوں گے۔ جب (حقیقت) یہ ہے تو ان واقعات کا ظاہری قسم پر ظاہر ہونا ضروری نہیں وہ سب احکام روحانی ہیں جن کو روح محسوس کرتی ہے۔ اس امر کا نمونہ دنیا میں بھی سونے والے کے حال سے ظاہر فرمایا ہے کیونکہ خواب میں جو دکھ اور سکھ سونے والے کو پہنچتا ہے وہ اس کی روح پر جاری ہوتے ہیں اور اس میں بدن اس کے تابع ہوتا ہے۔

اب رہا تیسرا مقام یعنی آخرت سو جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو اس دن سکھ اور دکھ کا حکم روح اور جسم دونوں پر غالب اور ظاہر و باہر ہوگا مذکورہ بالا مضامین سے تم پر واضح ہوا ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر، ثواب اور عذاب ہونے کی خبر دی ہے وہ مطابق عقل کے ہے مناقص نہیں۔ کسی پر یہ بات سمجھنی مشکل ہو تو اس کی غلط فہمی اور اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔

قبر کے فرشتوں اور آتش جہنم ونعمائے جنت کے نہ دکھائی دینے کی حکمت:

قبر کی آگ اور سبزی نہ دنیا کی آگ کی قسم میں سے ہوتی ہے اور نہ دنیا کی کھیتی وسبزہ کے مانند

ہے جو دیکھ کر معلوم ہو سکے۔ وہ آخرت کی آگ اور آخرت کی سبزی کی قسم سے ہوتی ہے اور اس کو اہل دنیا معلوم نہیں کر سکتے اور یہ امر اس لئے ہوا کہ پردہ بالغیب کی حکمت قائم رہے۔ پس اس بنا پر ممکن ہے کہ دو شخصوں کو ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو دفن کیا جائے۔ ان میں سے ایک دوزخ کے گڑھے میں جلتا ہو اور اس کے پاس والے پر حرارت دوزخ کی نہ پہنچتی سکتی ہو۔ بلکہ یہ دوسرا بہشت کے باغ میں ہوتا ہو اور اس کے پاس والے دوزخی کو اس کے آرام وچین سے حصہ نہ پہنچ سکتا ہو۔ یہ بات بھی طلسماتِ الٰہی میں سے ہے اور خدا تعالیٰ ان باتوں پر قادر ہے کیونکہ جب اس نے انسان کو ایسے ایسے ہنر سکھائے ہیں کہ وہ اپنی ایک چیز میدان میں رکھ کر اس پر بعض کو اطلاع دیتا اور دکھاتا ہے، بعض کی اس سے چشم بندی کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو خالق الکل ہے اور قادر مطلق ہے اس کے آگے ایسے امور کس طرح ناممکن ہو سکتے ہیں، اور یہ ایمان بالغیب کی حکمت چونکہ بہائم اور مویشیوں کے حق میں نہیں ہے لہٰذا وہ مردہ کی پکار فریاد سنتے ہیں اور محسوس و معلوم کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ پس عالم برزخ کا قیاس دنیا کے امور و مشاہدات پر کرنا محض جہالت اور گمراہی ہے۔

عالمِ برزخ کے بعد ایک دوسرا عالم حشر برپا ہونے کی حکمت

انسان کے مرنے کے وقت عالم برزخ میں جزاء وسزا شروع ہو جاتی ہے مگر اس کے بعد ایک اور تجلی اعلیٰ کا دن ہے کہ خدا تعالیٰ کی بڑی حکمت نے اس دن کو ظاہر کرنے کا تقاضا کیا ہے کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا تا کہ وہ اپنی خالقیت کے ساتھ شناخت کیا جائے۔

قبور سے تعلق ارواح کا دفع استبعاد:

پس جب نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتا سکتی تو اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم تو کیا بتائے گی۔ اس لئے انسان کو مختلف قویٰ دیئے گئے اگر ایک ہی حسِ سب کام دیتی تو پھر اس قدر قویٰ کے عطا کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ جن میں بعض قویٰ کا تعلق آنکھ سے ہے اور بعض کا کان سے اور بعض

زبان کے متعلق ہیں اور بعض ناک سے اسی طرح مختلف قسم کی حسین انسان رکھتا ہے سو قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی حِس کی ضرورت ہوتی ہے۔

خصوصیت نمبر ۵:

اسلامی عبادات کا سادہ اور قابل عمل ہونا

نماز پڑھنے کیلئے وضو ضروری ہے جو صفائی کی ترغیب دیتا ہے۔نماز کے اوقات کی پابندی ضروری ہے جو نظم و نسق کی دلیل ہے۔قبلہ کی طرف رُخ کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اتحاد و اتفاق کی نشانی ہے۔ستر عورۃ کا ڈھانپنا حیاء سکھاتا ہے۔

اب ذرا یہودیت کی عبادت کا جائزہ لے لیں۔دینِ یہود میں ہفتے کے دن آگ جلانا جائز نہیں۔ہفتے کے دن سواری پر سوار نہیں ہو سکتے اگر بیمار کو ضرورت درپیش ہو جائے تو وہ کیا کریں گے اچانک اگر کوئی چھت سے گر جائے اور ہسپتال لے جانا ضروری ہو جب یہودیت میں سواری پر سوار ہونا منع ہو تو مریض کو ہسپتال کیسے لے جائیں گے۔

دینِ عیسائیت میں عبادت صرف فقط چرچ میں ہو سکتی ہے اگر گرجا کسی جگہ موجود نہ ہو تو عبادت کیسے ادا کریں گے۔بنی اسرائیل نے خود کو خدا کی اولاد قرار دیا تھا اور باقی سب کو چنڈال سمجھتے تھے یعنی بہت کم درجے والا سمجھتے تھے، رومنوں نے آقائی اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی، اور اپنے علاوہ سب قوموں کو غلام تصور کرتے تھے ہندو اپنے علاوہ سب کو ناپاک اور ملیچھ سمجھتے تھے۔

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

دین اسلام کی تائید غیر مسلموں نے بھی کی ہے، کیونکہ اسلام ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے، جو انسانی افکار اور اعمال کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جس کی نظیر اہل مغرب کے ہاں ناپید ہے۔

امن وامان:

''ہسٹری آف دی مورش ایمپائران یورپ'' کے مصنف جناب ایس پی اسکاٹ کہتے ہیں؛

''ہمیں چاہیے کہ اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی اس تیزی کے ساتھ ترقی اور اچھے اثرات کی قدر کریں اس اسلام کی وجہ سے ہر جگہ امن وامان خوشی اور سرور پھیل جاتا ہے اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن وامان، دولت وحشمت، فرخ وسرور اپنے ساتھ لے گیا۔''

(حضرت محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں، ص:75)

امریکہ کے مشہور جریدہ ''لائف'' کے ایڈیٹر نے اسلام کی خوبیوں پر جو مضمون لکھا تھا، اس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

جذبۂ جہاد:

اکثر مغربی مورخین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کا سبب یہ تھا کہ عرب کے ہمسایہ ملکوں میں بد نظمی پھیلی ہوئی تھی اور مسلمان اعلیٰ درجے کی عسکری قوت کے مالک تھے، لیکن یہ مفروضہ بالکل غلط ہے، ان کی فتوحات کا اصل سبب یہ ہے کہ اسلام نے ان کے اندر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

آداب:

موسیو سید یو اسلام کے بارے میں کہتے ہیں:

''اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں تمام آداب واصول حکمت اور فلسفہ موجود ہے۔''

(اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ص:227)

قرآن کی حکومت:

موسیو گاسٹن کار اسلام کے بارے میں کہتے ہیں:

''اسلام حقیقت میں اجتماعی مذہب ہے، جس کو دنیا کے ۲/۳ حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے، اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا، مسلمان نیست و نابود گئے، قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہے گا؟ ہرگز نہیں۔''

(اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ص:227)

نظریہ فطرت:

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے والے غیر مسلموں نے ''دین اسلام'' قبول کیا تو انہوں نے بے اختیار دین اسلام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔

ماہر علم الانسان، مصنف اور محقق کی حیثیت سے ڈاکٹر آر ایل میلما یورپ کے علمی حلقوں میں خاص عزت اور شہرت کے مالک ہیں، انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا طویل قصہ بیان کیا ہے، لہٰذا طوالت کے خوف سے یہاں ان کی وہ باتیں نقل کی جاتی ہیں جن کی بنا پر یہ اسلام سے متاثر ہوئے، وہ کہتے ہیں:

''اب میں یہ بتاؤں گا کہ اسلام کی کونسی باتوں نے مجھے متاثر کیا؛

(1) صرف ایک اعلیٰ و برتر ہستی، اللہ کا اقرار، یہ نظریہ فطرت کے اتنے قریب ہے کہ جو سوجھ بوجھ رکھنے والا کوئی بھی انسان اسے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے، اللہ بڑا ہی بے نیاز ہے، سبھی مخلوق اسی کی محتاج ہیں، وہ کسی کی اولاد نہیں مگر ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ساری کائنات میں کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے، وہ حکمت، طاقت اور حسن کا منبع ہے، وہ بڑا ہی مہربان اور بہت ہی زیادہ سخی ہے۔

(2) اللہ کا اپنی کائنات، مخلوقات اور اشرف المخلوقات، انسان سے رابطہ براہ راست قسم کا ہے، اس تک پہنچنے کے لئے کسی درمیانی ذریعے کی ضرورت نہیں، اسلام میں عیسائیت کی مانند پاپائیت کا کوئی تصور نہیں، اس مذہب میں انسان اپنے اعمال و افعال کے لئے آزاد و خود مختار پیدا کیا گیا ہے۔ یہ دنیا اسکے لئے دارالامتحان ہے، جہاں اسے دوسری زندگی کے لئے تیاری کرنا ہے، وہ اپنے اچھے برے کا خود ذمہ دار ہے اور کسی دوسرے کی قربانی اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(3) مذہب میں کوئی جبر نہیں ''صداقت جہاں سے بھی ملے اسے قبول کرو'' اسلام کے ان سنہرے اصولوں میں رواداری اور حق شناسی کا جو جوہر پایا جاتا ہے، اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

(4) اسلام انسانوں کو رنگ و نسل اور علاقے سے ماورا ہو کر بھائی بھائی بن کر رہنے میں منسلک کرتا ہے اور صرف یہی وہ مذہب ہے جس نے عملی طور پر اس اصول کو اپنا کر دکھا بھی دیا ہے۔ مسلمان دنیا میں کہیں بھی ہوں، وہ دوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں، خدا کے سامنے سارے انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں، اس کا سب سے خوبصورت اور روح پرور مظاہرہ حج کے موقع پر احرام باندھ کر کیا جاتا ہے۔

(5) اسلام زندگی میں روح اور مادے دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور انسان کی ذہنی و روحانی پرورش کا گہرا تعلق اس کی جسمانی ضرورتوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس سے زندگی میں ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے کہ روح اور جسم اپنے اپنے دائروں میں ترقی کر سکیں۔

(6) شراب اور دیگر نشہ آور آشیاء کو ممنوع قرار دینے کا عمل اپنے اندر وہ عظمت رکھتا ہے جس نے اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں صدیوں آگے لا کھڑا کیا ہے۔

(ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ ص: 21، 22)

پیدائشی مسیحی:

جناب بشیر احمد صاحب 1928ء میں ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں دھیان گالو کے ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے اور ان کے والد متھیاس صاحب پادری تھے۔ بشیر احمد صاحب نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ یہ تھے: ''بچپن سے سنتا آ رہا تھا کہ اسلام ظلم وتشدد کا علم بردار ہے اور یہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے، جبکہ عیسائیت محبت و اخلاق سے پھیلا ہے، اس میں کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کی جاتی۔ مگر پیدائشی مسیحی ہوتے ہوئے بھی یہ بات میرے مشاہدے میں آتی رہی کہ برصغیر میں انگریزوں کے آنے کے بعد لوگ پیار ومحبت سے عیسائی نہیں ہوئے بلکہ انہیں دنیاوی لالچ دے کر عیسائی بنایا گیا اور روحانی سکون کی طرف کھینچنے کی بجائے انہیں دنیاوی عیش و آرام کی طرف اکسایا جاتا تھا، چنانچہ اس امر میں

کوئی شبہ نہیں کہ پاک و ہند میں جتنے لوگ بھی عیسائی ہوئے وہ کسی نہ کسی دنیاوی مفاداور لالچ میں گرفتار ہوئے۔پھر یہ بات بھی میرے تجربے میں آئی کہ غیر ملکی مشینری امریکااور یورپ سے بھاری رقمیں منگواتے تو مقامی عیسائیوں کے نام پر ہیں مگر وہ خرچ اپنی ذات پر کرتے ہیں، انہیں کالے عیسائیوں سے کوئی محبت نہیں ہوتی، وہ اس کو کاروبار سمجھتے ہیں اور تبلیغ کے نام پر دراصل گل چھرے اڑاتے ہیں، بلکہ یورپ کی طاقتوں نے خصوصاً اسلام کوختم کرنے کے لئے بڑے سے بڑے ظلم اوراور دھاندلی سے بھی گریز نہیں کیا۔

اس کے برخلاف مجھے یادنہیں کہ پاکستان میں کبھی کسی غیر مسلم کومسلمان ہونے پرمجبور کیا گیا ہو، یہی عالم دوسری اسلامی دنیا کا ہے۔ ہندوستان میں صدیوں تک مسلمان حکمران رہے مگر ہندو آخر تک اکثریت میں رہےاور آزادی سے اپنے مذہب پرعمل کرتے رہے۔انڈونیشیااور ملائیشیا میں کبھی اسلامی فوجیں گئی ہی نہیں مگر وہ اکثریتی مسلم ممالک ہیں۔

خدا کا تصور:

جناب ابراہیم کوان صاحب نے ساٹھ سال کی عمر تک ایک پروٹسٹنٹ عیسائی کی حیثیت سے زندگی گزاردی اوراس دوران تقریباً تین سال تک کوالمپور (ملائشیا) کے چرچ میں پادری کی خدمات بھی انجام دیں ۔لہٰذادین اسلام قبول کرنے کے بعدوہ اسلام کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

''اس اندوہناک کیفیت کے برعکس اسلام زندگی گزارنے کا ایک درمیانہ اور متوازن لائحہ عمل دیتا ہے۔ اسلام مادیت اور روحانیت میں توازن پیدا کرتا ہے اور دوسروں میں سے کسی کونظرانداز نہیں کرتا۔ اسلام کا مطلب ہے اطاعت، اللہ کی اطاعت اوراس کے قوانین واحکامات کی پابندی، اس کی مخلوقات کی خیرخواہی اور معاشرے کی اصلاح و بہبود کی فکر۔عیسائیت، تہذیب حاضراوراسلام کے تقابلی مطالعے نے مجھے یکسو کردیا، میں نے دل کی اتاہ گہرائیوں سے اسلام قبول کرلیااور سچے مسلمان کی طرح اسلامی قوانین کی پیروی قبول کرلی۔ اسلام نے مجھے یہ سکھایا کہ میں غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات ومشکلات کوسمجھوں اور ان کی مدد کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کروں، میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں، جوکچھ اس نے مجھے عنایت فرمایا

ہے میں اس پر قانع ہوں اور اس کے فضل وکرم کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جو وہ شب وروز ہم پر نازل کرتا ہے، ہمیں اس پُر آشوب دور میں صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔ہم اس سے تحمل، حلم اور محبت کی بھیک مانگتے ہیں تاکہ ایک پر امن دنیا کی تخلیق کی جاسکے۔

ہاں اس امر کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ قرآن میں کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جن کی تصدیق بائبل بھی کرتی ہے۔مثلاً اطاعت خداوندی، اخوت ومساوات، زندگی بعد موت اور روز حشر پر یقین۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ صحیح معنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اب ایمان لایا ہوں، بمقابلہ اس دور کے جب نام نہاد ''عیسائی'' تھا۔

مختصراً اسلام کی جن تعلیمات نے مجھے اسیر بنالیا وہ یہ ہیں:

(1) اسلام عیسائیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ عقلی، عملی، قابل فہم، منطقی اور سادہ مذہب ہے۔

(2) اسلامی عبادات اللہ سے براہ راست تعلق جوڑتی ہیں۔

(3) اسلام میں خدا کا تصور بڑا ہی باوقار اور پرشکوہ ہے۔

(4) اسلامی عبادات میں زندگی اور تکمیل کا احساس ہوتا ہے۔عیسوی طرزِ عبادت کی طرح ادھورا پن نہیں ہے۔

(5) قرآنی تعلیمات کے مطابق مسلمان گزشتہ ساری کتابوں کو مقدس اور الہامی مانتے ہیں اگرچہ وہ تحریف کی نظر ہو چکی ہیں۔قرآن ہر قسم کی ترمیم وتبدیلی سے محفوظ ہے اور پہلی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرتا ہے۔"

(ہم کیوں مسلمان ہوئے؟، ص:26)

کیا اسلام جدید تعلیم کے خلاف ہے؟

موجودہ زمانے میں مغربی دانشور اسلام کے خوبصورت چہرے کو بدنما ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں مصروف ہیں۔وہ یہ چاہتے ہیں کہ کسی بھی طرح اسلام کو بدنام کریں، اسلام کا نام ونشان مٹادیں۔وہ ہر اس مہم کا حصہ بن جاتے ہیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث بنے۔وہ اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام جدید علوم کے خلاف ہے، اسلام اور جدید علوم ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔آیئے! ہم

ذرا تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں کہ اسلام کی وجہ سے جدید علوم کی حوصلہ شکنی ہوئی یا اسلام کی بدولت سائنس اور ٹیکنالوجی اور نئے علوم کے دروازے کھل گئے۔ اسلام سے پہلے یونانی حکماء نے جدید علوم کی جانب توجہ دی۔اس زمانے میں سقراط، افلاطون، ٹالیس بطلیموس اور ارسطو وغیرہ نے زمین کی سطح، گولائی، اجرامِ فلکی اور دیگر مختلف امور پر مشاہدات اور تحقیقات کی مدد سے نظریات پیش کیے اور معلومات کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا۔لیکن یونانیوں کے بعد عیسائیت کے دور میں سائنسی علوم زوال کا شکار ہوئے۔اس دور میں عیسائیوں نے جدید نظریات اور علوم باطل قرار دیئے، ان کی کتابیں جلا دی گئیں اور اس کی تعلیم ممنوع قرار دے دی گئی۔نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ اور وہ علاقے جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی، جہالت کے اندھیروں میں ڈوب گئے۔ایک ایسے زمانے میں جہاں عیسائی پادریوں کے جبر واستبداد کی وجہ سے علم وحکمت کا نام ونشان مٹ چکا تھا، اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ذلت وپستی کی حالت پر رحم کھا کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبی ورسول بنا کر علم و حکمت کے بے شمار علوم عطا فرما کر بھیجا۔وحی کی ابتدا ہی لفظ ''اِقرا'' ترجمہ ''پڑھیے'' سے ہوئی۔ حالانکہ آپ ﷺ اُمّی تھے، پھر آقا ﷺ نے فرمایا:''اِنِّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّماً'' بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

''نیز فرمایا'' بے شک حکمت کے موتی مومن کا گم شدہ سامان ہیں، جہاں سے ملے وہ اس کے حاصل کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب نازل کی، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کو کائنات میں غور وفکر کی ترغیب کی بہت تاکید کی۔متعدد آیات میں بنی آدم کو حکم دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر کرو! اس کی نشانیوں کو غور سے دیکھو!

قرآنِ حکیم کی اس ترغیب کی بدولت مسلمانوں نے علم کے حصول اور اس کو پھیلانے کا بیڑا اٹھایا۔یہی وجہ ہے آٹھویں صدی عیسوی سے لیکر تیرھویں صدی تک کا یہ زمانہ علم وحکمت کا اسلامی دور تھا۔اس دور میں فلسفہ، طب اور سائنس کے فراموش شدہ علوم کو نہ صرف انسانوں نے زندہ کیا، بلکہ اپنی جدید تحقیقات سے ان کو ایک نئی راہ دی۔ابو ہاشم خالد بن یزید جسے علم کیمیا کا بانی کہا جاتا ہے۔علم کیمیا اور طب کے بہت بڑے عالم تھے۔انہوں نے اس موضوع کے متعلق کئی کتابیں لکھیں۔سائنس کی دنیا میں البیرونی کی خدمات کو مغرب کے لوگ نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔جابر بن حیان جو حضرت جعفر صادقؒ کے

شاگرد تھے، انہوں نے گندھک وغیرہ کے تیزاب اور دھاتوں کے نرم اور پھر گیس بنانے کا طریقہ دریافت کیا۔ فائر پروف اور واٹر پروف کاغذ بھی انھوں نے ایجاد کیا۔ انھوں نے بھی اپنے فن کے متعلق سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ اس مسلمان سائنس دان کی کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ ایک اور بھی مسلمان گزرے ہیں جس کا نام ابوعلی حسن بن الھشیم ہے۔ جنہیں یورپ والے ملک الہز ان کہتے ہیں۔ اس طرح سے کئی ایسے مسلمان سائنسدان گزرے ہیں۔ اس زمانے میں کئی مسلمان سائنسدان حیران کن طور پر مختلف ایجادات کے موجد بنے۔ ابن الہیثم، جابر بن حیان، ابنِ سینا، المقدسی، البیرونی اور ابنِ بطوطہ جیسے بڑے مسلمان سائنسدانوں نے جدید مشاہدات اور تحقیقات کی روشنی میں وہ علوم دریافت کیے کہ آج بھی ان کی برابری کوئی نہیں کرسکتا۔ یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی ان مسلم سائنسدانوں کی مرہون منت ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کا وجود آج بھی الشَّفاءُ اور اَلقانون کے حصے ان کے نصاب میں شامل ہیں۔ سب مسلمان سائنسدانوں کی محنت تھی، آج جدید دور میں اُن کی کتابوں سے استفادہ (فائدہ حاصل) کر کے اپنے آپ کو سائنسدان کہلانے لگے۔

اسلام نے دنیا سے جہالت کی تاریکی دور کردی۔ اسلام کے آتے ہی سوچ کے دھارے بدل گئے۔ جدید سائنسی ترقی نے ہمیں غور وفکر کے نئے وسائل مہیا کیے ہیں، چنانچہ جوں جوں سائنس ترقی کرتی جارہی ہے، قرآن اپنے معجزہ ہونے کے لیے دلائل مہیا کرتا جاتا ہے۔ حضرت جی نے ایک دفعہ اپنے گھر میں نجی گفتگو میں قرآن عظیم الشان کے متعلق فرمایا کہ ایک دفعہ میں واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملنے کیلئے گیا یہ 1990 کا زمانہ تھا وہ مصر گیا ہوا تھا 3 دن کے بعد آیا ملاقات کرنے کے بعد انھوں نے کہا کہ ہم پوری دنیا سے ۲۵۰ بڑے ڈاکٹر جمع ہو گئے تھے قرآن عظیم الشان پر ریسرچ (تحقیق) کر رہے تھے کہ قرآن مجید میں 19 آیات ایسی ہیں جنہوں موجودہ جدید دور میں انھوں نے سائنس کی دنیا میں فائدہ دیا ہے اگر ہم نے مزید قرآن پر تحقیق کی تو ہم سائنس کے علوم میں مزید قرآن سے فائدہ لے سکتے ہیں آج اگر مسلمان جدید علوم میں پیچھے ہیں، یہ ان کی اپنی کوتاہی اور اسلامی تعلیمات سے لاپرواہی ہے۔ ان کی کوتاہی کو اسلام کے کھاتے میں ہرگز نہیں ڈالا جاسکتا۔ مگر اس ساری صورتِ حال کے بعد یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ''اسلام جدید علوم کے خلاف نہیں ہے''۔

اسلام کی خصوصیات

1۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہر میدان میں عِلم اور عقل کو ساتھ رکھتا ہے۔

2۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو تہذیب وتمدن کا داعی ہے۔

3۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو روحانیت اور مادیت کا حامل ہے۔

4۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کے حق میں تہذیب یافتہ دنیا کے فلسفہ نے شہادت دی ہے۔

5۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کو تجربات سے ثابت کرنا آسان ہے۔

6۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی بنیادی تعلیم تمام انبیاء ورُسل اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔

7۔اسلام ہی ایسا دین ہے بنی نوع انسان کی تمام ضروریاتِ زندگی کا جامع ہے۔

8۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی شہادت علمی تجربات نے دی ہے۔

9۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں آسانی اور لچک ہے۔

10۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو اُمّت اور ھر زمانہ کے لیے مناسب ہے۔

11۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس پر ہر حال میں عمل کرنا آسان ہے۔

12۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو افراط وتفریط سے خالی ہے۔

13۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی مقدس کتاب (قرآن) محفوظ ہے۔

14۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی مقدس کتاب تمام بنی نوع انسان کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔

15۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو تمام مفید علوم کے حصول کی اجازت دیتا ہے۔

16۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس سے موجودہ تہذیب فائدہ اٹھا رہی ہے۔

17۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں موجود تہذیب کی خرابیوں کا صحیح علاج ہے۔

18۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی تہذیب کی روح اور مادے کے جامع ہونے کی شہادت تاریخ نے

دی ہے۔

19۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس سے دنیاوی امن وآشتی پوری ہوسکتی ہے۔

20۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کا اثبات علمی تجربہ سے آسان ہے۔

21۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام طبقاتی امتیازات کوختم کردیا ہے۔

22۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام انسانوں کے مابین یکساں قانونی معاملات کا اعلان کیا۔

23۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے سماجی انصاف قائم کیا۔

24۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں خلافِ فطرت کوئی چیز نہیں ہے۔

25۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں حکام اور بادشاہوں کوظلم وتشدد سے روکتے ہوئے باہمی مشورے کا درس دیا ہے۔

26۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف قائم رکھنے کا سبق دیا ہے۔

27۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس کی بشارت آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔

28۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے عورت کا خواہ بیوی ہو یا بیٹی تحفظ دیا ہے۔

29۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے گورے کالے، عربی وعجمی میں مساوات قائم کی۔

30۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے سیاسی حقوق ثابت کیے۔

31۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تعلیم دین کی ترغیب دیتے ہوئے عِلم نافع کے چُھپانے کوحرام قرار دیا۔

32۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے اپنے احکامات کوجدید ایجادات طبّی کے موافق رکھا۔

33۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے غلاموں کو بہیمانہ سلوک سے بچاتے ہوئے حکام کو مساوات اور حریت کی ترغیب دی۔ جس کے نتیجہ میں تاریخ گواہ ہے کہ غلام بھی تخت سلطنت پر فائز ہوئے اور بادشاہ بنے۔

34۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے عقل کی بالادستی اور اس کے فیصلے کی اطاعت ثابت کی۔

35۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے فقراء کے لیے اغنیاء کے مال میں حصّہ متعین کر کے دونوں کو بچایا ہے۔

36۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے حکمتِ خداوندی کے مطابق اخلاق کی سختی اور نرمی کے موقف کو ثابت کیا ہے۔

37۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے تمام مخلوقات کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

38۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے فطری اُصول کے مطابق شہری حقوق کے اُصول سکھلائے ہیں۔

39۔اسلام ہی ایسا دین ہے جس نے انسان کی صحت اور دولت کی حفاظت کی ہے۔

40۔اسلام ہی ایسا دین ہے جو دل دو دماغ اور اخلاق پر اثر انداز ہوتا رہا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں اسلام کی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں ہمارے علماء اور مشائخ فرماتے ہیں کہ آخری وقت میں انسان تین باتوں کی وجہ سے اسلام اور ایمان کی دولت سے محروم ہوجاتا ہے (1) جو اسلامی اعمال اپنے اوپر بوجھ سمجھتا ہے (2) جسے آخری انجام کا غم نہ ہو کہ میرا خاتمہ کیسے ہوگا (3) جس نے زندگی بھر کبھی اپنے ایمان پر شکر ادا نہ کیا ہو۔

اللہ ہمیں ایمان کے زوال سے بچائیں اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائیں

سوانحی خاکہ

محبوب السالکین حضرت

مولانا پیر گل رئیس صاحب نقشبندی مجددی

بانی و مہتمم

جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی)

قاسم کالونی نزد دوائیل کوہاٹ روڈ بنوں

تاریخ ولادت

8 مئی 1966ء

مقام ولادت

سرائے نورنگ، ضلع لکی مروت

تعارفی خاکہ

دینی تعلیم

درس نظامی (ابتداء) سن 1982ء
دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت،
دار العلوم حنفیہ چکوال،
درس نظامی (تکمیل) سن 1990ء
جامعہ معراج العلوم بنوں
فاضل وفاق المدارس العربیہ ملتان
پاکستان 1990ء

درس و تدریس

(سابقاً) جامعہ معراج العلوم بنوں
مدرسہ تحفیظ القرآن، مال منڈی بنوں،
مدرسہ ترتیل القرآن متصل
جامع مسجد حق نواز چائے بازار بنوں،
(حالاً) جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی)
قاسم کالونی نزد دوائیل کوہاٹ روڈ بنوں

مناصب

بانی و مہتمم جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی)
قاسم کالونی نزد دوائیل کوہاٹ روڈ بنوں،
خطیب جامع مسجد القاسم بنوں،
ناظم عمومی جماعت نقشبندیہ مجددیہ بنوں،
مدیر اعلیٰ قاسم نانوتویؒ لائبریری بنوں،
چیئرمین الرئیس فاؤنڈیشن بنوں

عصری تعلیم

میٹرک پشاور بورڈ: 1982ء
FA پشاور بورڈ: 1984ء
عربی آنرز پشاور بورڈ: 1987ء
BA گومل یونیورسٹی
ڈی آئی خان 1989ء
MA اسلامیات گومل یونیورسٹی
ڈی آئی خان 1991ء

بیعت و خلافت

خادم خاص
مرشد عالم حضرت
مولانا پیر غلام حبیب صاحبؒ چکوال
خلیفہ مجاز
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا
پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
دامت برکاتہم العالیہ، جھنگ
خلیفہ مجاز
مفتی اعظم استاذ العلماء حضرت مولانا
مفتی محمد فرید صاحبؒ، صوابی

تصنیفات و تألیفات

اسباق نقشبندیہ، اسلام میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟ اللہ کا غیبی نظام، احتیاط کی اہمیت، حج بیت اللہ عقل کی نظر میں، بنوں سے تا خاک بخارا و سمرقند، درسی تقریر مسند امام اعظمؒ رب کا پیغام انسانیت کے نام، رب کے احسانات، عادت کو عبادت بنائیں، مختصر اسلامی نصاب، مسنون عمرہ ادا کرنے کا آسان طریقہ، واقعات اسلاف، وسوسے کیوں آتے ہیں؟ وظائف الصالحین، یا اللہ تیری عظمتوں کو سلام، رزق میں زیادتی کے اسباب (چارٹ)، رزق میں کمی کے اسباب (چارٹ) محاسبۂ نفس (چارٹ)

Why Islam is My Favorite Religion

Make Worship Your Habit

اصلاح و ارشاد

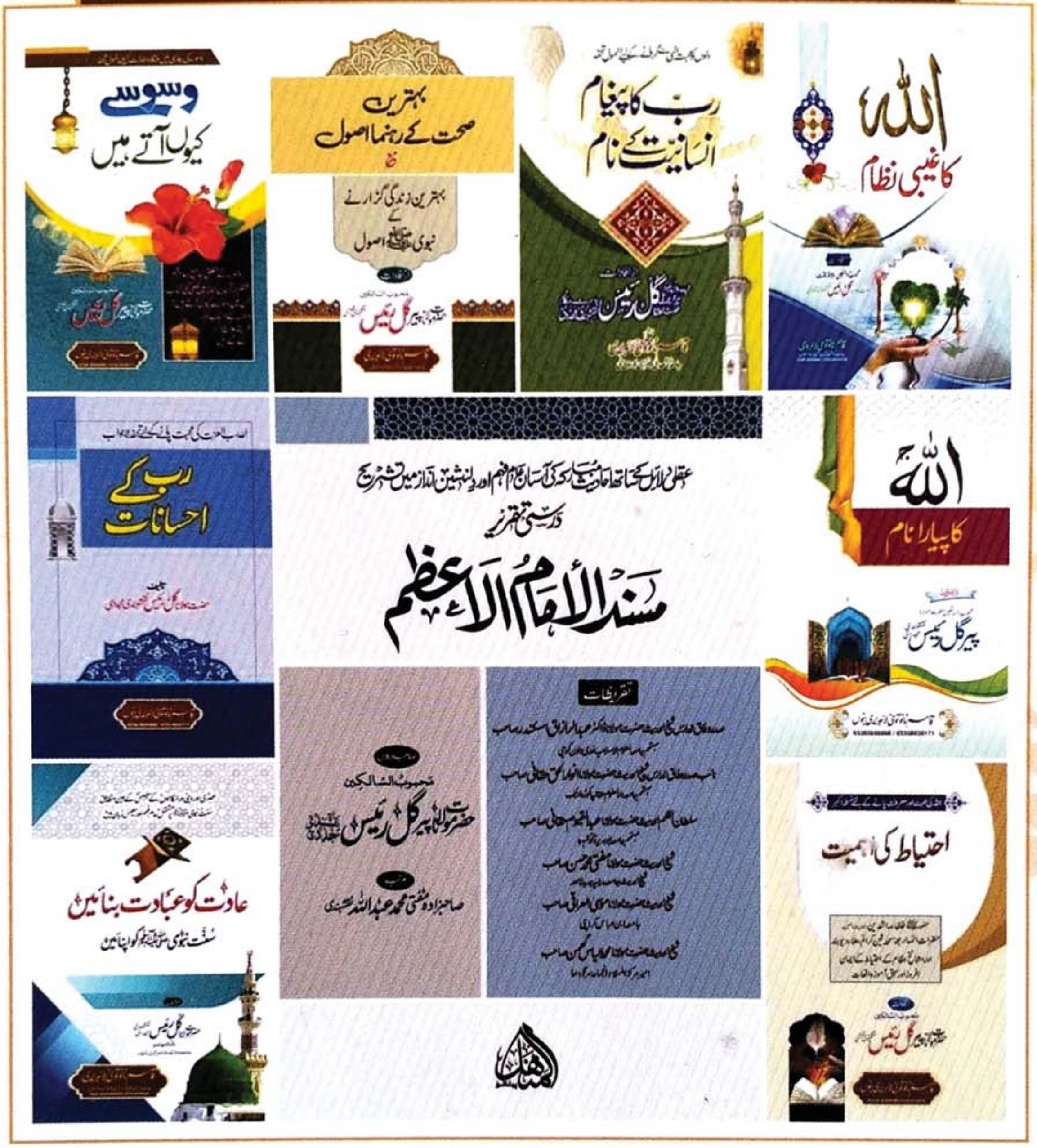
خانقاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی) قاسم کالونی نزد دوائیل کوہاٹ روڈ بنوں

تبلیغی اسفار

حرمین شریفین، متحدہ عرب امارات، سرہند شریف، ازبکستان، تاجکستان، قزاقستان، کرغیزستان، بخارا و سمرقند، ملائشیا،

www.jamiadarulhuda.org darsetasawuf
+923365856666 darsetasawufEnglish

محبوب السالکین پیر طریقت حضرت مولانا گل رئیس نقشبندی
کا سلسلۂ مطبوعات قاسم نانوتوی رح لائبریری بنوں



ناشر
قاسم نانوتوی رح لائبریری
جامعہ دار الھدیٰ جامن روڈ بنوں
0336-5856666 | 0332-9124230